رانا لہنا سنگھ رئیس مانسوال

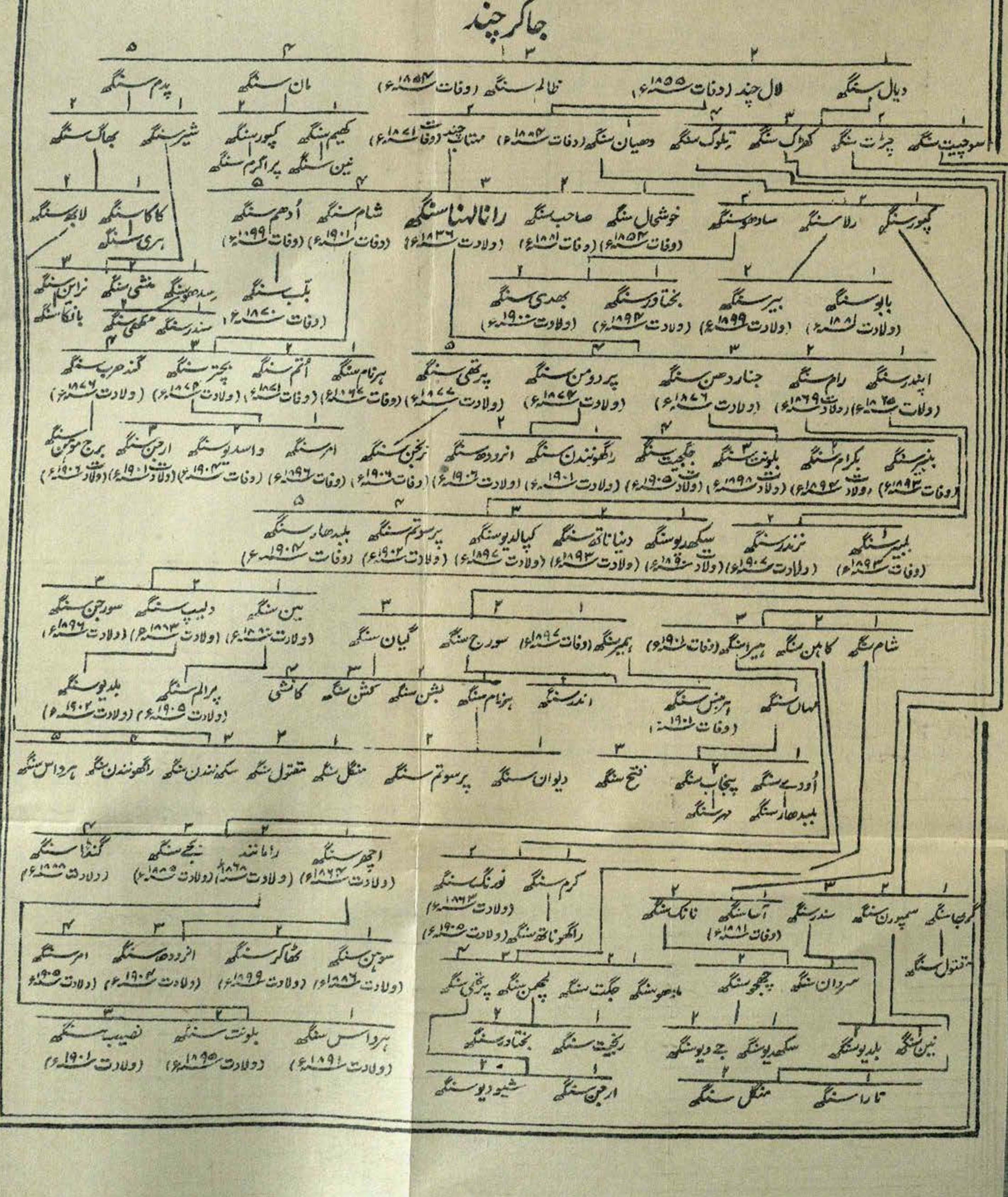

رانا لہنا سنگھ رئیس مانسوال

Rana Lehna Singh of Manaswal

439

بنگال کے گیارھویں رسالہ میں رسالدار تھا - اور افغان سرحدی کمیشن کے متعلق خدمات کرکے اس نے آرڈر آف میرٹ حاصل کیا - جسونت سنگھ کا بیٹا نرائن سنگھ اپنے باپ کی رجمنٹ میں وفعدار تھا اور ۱۸۹۷ء کی سرحدی مہم میں مارا گیا - آج کل تقریباً ۲۵۰ ایکڑ زمین اس خاندان کی ملکیت میں ہے *

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
GSL

تقسیم کے متعلق جھگڑا ہو گیونکہ راجندر سنگھ کا سب سے بڑا لڑکا جو پہلی بیوی سے ہے "چونڈاونڈ" کے رواج کے مطابق آدھی جاگیر کا دعویدار ہے۔ لیکن دونوں چھوٹے لڑکوں کی ماں جو سردار مرحوم کی زندہ بیوہ ہے رواج "پگ ونڈ" کے مطابق جائداد کو برابر حصوں میں تقسیم کرانے کا دعوے رکھتی ہے۔ کورٹ آف وارڈز نے اس جاگیر کا انتظام بہت اچھی طرح کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قریباً ۲۰۰۰۰ روپیہ آمدنی سے پس انداز ہو گیا ہے۔

اس جگہ پر خاندان کی شاخ کلاں کا ذکر کیا جاتا ہے جو اسی جھنڈا سنگھ کے بیٹے شام سنگھ سے نکلی ہے۔ اس کے قبضے میں امرتسر۔ سیالکوٹ اور جموں کی جاگیریں آئیں جن کی آمدنی لاکھ سے اوپر بتائی جاتی ہے۔ ہرسا سنگھ خلف شام سنگھ رنجیت سنگھ کی فوج میں ایک نامی سپاہی تھا اور فرانسیسی برگیڈ کی ایک رجمنٹ کا کمیدان تھا اور مہاراجہ شیر سنگھ کے ماتحت جرنیل تھا۔ ۱۸۴۹ء میں وہ قومی حمایت میں سکھوں کے ساتھ مل کر ملتان پر سرکار انگریزی کے برخلاف لڑا اور اس طرح اپنی ۲۵۰۰۰ روپیہ کی جاگیر ضبط کروالی۔ ۱۸۵۷ء میں اُس نے گیارھویں بنگال لانسرز میں بعہدہ رسالدار ملازمت اختیار کی اور وہاں دلاور سپاہی ثابت ہوا۔ وہ ۱۸۶۰ء میں ۶۰۰ روپیہ سالانہ پنشن اور سردار کا خطاب حاصل کر کے ملازمت سے سبکدوش ہوا۔ پھر ۱۸۸۷ء میں اس کی موت کے بعد آدھی پنشن اُس کے بیٹے گلاب سنگھ کو ملی جو خاندان کا بزرگ ہوا۔ سردار ہرسا سنگھ ضلع امرتسر کا پراونشل درباری تھا اور سلطان ونڈ میں رہتا تھا۔ گلاب سنگھ سلطان ونڈ کا اعلٰے لمبردار تھا اور یہ ایک بارسوخ آدمی تھا۔ اس کا انتقال ۱۸۹۷ء میں ہوا۔ اس کا بھائی جسونت سنگھ

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

کو انہی مذکورہ بالا تحصیلوں میں ۱۶۰۰ گھماؤں اراضی پر مالکانہ حقوق حاصل تھے - راجندر سنگھ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ کتھ گڑھ - گڑھ شنکر اور ہوشیارپور میں بسر کیا - بلچور پولیس تھانہ کی حدود میں سرکل ذیلدار - آنریری مجسٹریٹ - سب رجسٹرار اور سول جج رہا - گڑھ شنکر لوکل بورڈ کا پریزیڈنٹ اور ہوشیارپور ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر بھی ہو گیا اور بعد ازاں ایچیسن کالج لاہور کی منتظمہ کمیٹی کا ممبر مقرر ہوا - جنوری ۱۸۸۸ء میں اُسے سردار بہادر کا خطاب عطا ہوا - سردار مذکور پراونشل درباری تھا اور اپنے علاقہ میں بڑا صاحب رسوخ آدمی تھا علاوہ ازیں وہ اُن چند پرانے سکھ رؤسا میں سے تھا جنہوں نے زمانہ کے رنگ ڈھنگ کے مطابق اپنی حالت کو بدل لیا تھا - اُس کی روشن خیالی کی ایک مثال یہ ہے کہ اُس نے جاٹوں کی شادیوں میں اخراجات گھٹانے کی تحریک میں نمایاں حصہ لیا - احمد کلاں ضلع امرتسر کے سردار ناہر سنگھ لدھراں ضلع لدھیانہ کے سردار شیو دیو سنگھ - ہر بڑ گڑھ واقع ریاست نابھہ کے سردار لہنا سنگھ اور منی ماجرا ضلع انبالہ کے سردار کے گھرانوں کے ساتھ شادی کی وجہ سے اس کی رشتہ داری تھی - اس کا انتقال ۱۸۹۱ء میں ہوا - اور دو لڑکے چھوڑے جو دونوں ہی نابالغ تھے اور تیسرا لڑکا اُس کی وفات کے بعد پیدا ہوا - اُس وقت اسکی جاگیر کورٹ آف وارڈز کے انتظام میں آ گئی اور لڑکے بڑے ہو کر ایچیسن کالج میں تعلیم کے لئے بھیجے گئے - سب سے بڑا لڑکا بختاور سنگھ اب بالغ ہو گیا ہے لیکن اُس کو ابھی تک اپنے باپ کی درباری کرسی نہیں ملی ہے جاگیر کی مالیت ۱۲۰۰۰ روپے سے اوپر ہے اور اغلب ہے کہ اسکی

اُس کی ہوشیار پور کی جاگیروں پر اُس کا بیٹا تارا سنگھ قابض ہو گیا۔ تارا سنگھ نے اپنے خاندان کی حفاظت کے لئے پانچ چھوٹے چھوٹے قلعے تعمیر کئے جو آج تک موجود ہیں۔ مگر اسے بھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اطاعت کرنی پڑی جس کا مقررہ اظہار اُس نے رنجیت سنگھ کے لئے سوار فراہم کرنے کی صورت میں کیا جو جاگیر کی وسعت و حیثیت کے لحاظ سے مقرر کئے گئے تھے +

۱۸۳۱ء میں تارا سنگھ کی وفات کے بعد اُس کا اکلوتا بیٹا خوشحال سنگھ جانشین ہوا۔ یہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بڑا منظورِ نظر ہو گیا اور اکثر مہموں میں مہاراجہ کا شریک رہا۔ اس کی شادی امرتسر کے سردار لہنا سنگھ مجیٹھیہ کے گھرانے میں ہوئی تھی۔ الحاق پنجاب کے بعد اس کو ضلع ہوشیارپور میں اٹھارہ مواضعات کی جاگیر ملی جن کی سالانہ آمدنی ۱۰۳۷۱ روپیہ تھی۔ اس کے علاوہ وہ اب تک ضلع امرتسر میں سلطان ونڈ پر بھی قابض و متصرف تھا جس کا مالیہ ۲۰۳۱ روپیہ تھا۔ یہ ۱۸۵۲ء کے شروع میں فوت ہوا اور اُس کا ایک بیٹا مسمی اندر سنگھ بھی اُس کے بعد چھ مہینے کے اندر ہی مر گیا۔ اس لڑکے کے مرنے پر اس خاندان میں سردار راجندر سنگھ جس کی عمر اس وقت صرف ۷ سال کی تھی اکیلا رہ گیا۔ یہ لڑکا ڈپٹی کمشنر ضلع ہوشیارپور کی حفاظت میں رکھا گیا۔ اور اس نے ڈسٹرکٹ سکول میں اچھی تعلیم پائی۔ اس خاندان کی جاگیر جس میں سلطان ونڈ ضلع امرتسر میں ایک تحصیل ہوشیارپور میں چار اور تحصیل گڑھ شنکر میں سات دیہات تھے بہت گھٹ گئی اور اس کی آمدنی صرف ۳۰۰۰ روپیہ سالانہ رہ گئی اگرچہ اس خاندان

نرندر سنگھ رئیس کتھ گڑھ

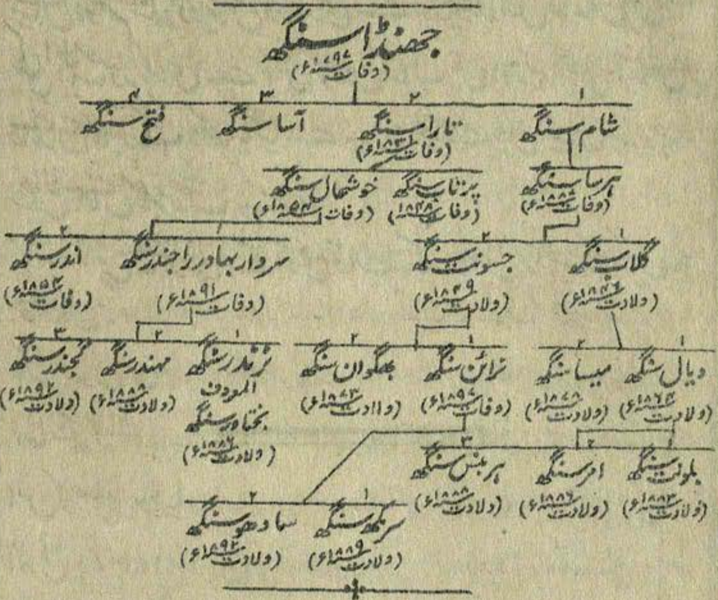

جھنڈا سنگھ رئیس سلطان ونڈ واقع ضلع امرتسر نے بھی اپنے ہمعصر ماجھے کے جاٹوں کی طرح سلطنت مغلیہ کے حصے بخرے ہونے سے فائدہ اُٹھایا۔ وہ کچھ جاگیر پر قابض ہو کر نیم خود مختار ہو گیا اور سیالکوٹ میں چند دیہاتوں پر قبضہ کر کے ان کو اپنے چھوٹے بھائی کے حوالے کر دیا پھر ۱۷۵۹ء میں ستلج اور بیاس کے درمیانی زرخیز ملک کی طرف بڑھا۔ اور علاقہ باسی کلاں و علاقہ سنگریوالہ واقع تحصیل ہوشیارپور میں سولہ۔ کتھ گڑھ میں چالیس اور علاقہ جمیعت گڑھ تحصیل گڑھ شنکر میں سترہ مواضعات پر قابض ہو گیا جن تمام کی سالانہ مالگزاری ایک لاکھ روپیہ کے قریب تھی۔ جھنڈا سنگھ کی وفات ۱۷۹۶ء میں واقع ہوئی اور

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

کی وجہ سے راجہ سرمور کے ساتھ رشتہ داری تھی - میاں اُدھم سنگھ راے ہیراچند رئیس بھور کی چچازاد ہمشیرہ سے بیاہا ہوا ہے - میاں اُدھم سنگھ ڈویژنل درباری ہے اور چونکہ اس خاندان میں صرف یہی ایک درباری ہے اُس کو اس کتاب میں اور نیز پچھلی ایڈیشن میں خاندان کا بزرگ دکھایا گیا ہے - ورنہ حقیقت میں میاں بلدیو چند شاخ کلاں کا بزرگ ہے *

اس خاندان کے آدمی ذات کے ددول راجپوت ہیں *

گزران کے لئے کچھ ملتا ہے۔ راجہ جگت چند کا سب سے بڑا لڑکا میاں دیوی چند سنہ ۱۸۸۴ء میں دو لڑکے چھوڑ کر فوت ہوا۔ بڑا لڑکا سورما چند مہاراجہ جموں کی فوج میں کرنیل تھا۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس کو ۶۰۰ روپیہ سالانہ جاگیری وظیفہ کے طور پر ملتا تھا لیکن اسکے بھائی رگھبیر چند کے مرنے پر اس وظیفے میں اضافہ کر کے ۱۲۰۰ روپیہ کر دیا گیا۔ سورما چند سنہ ۱۹۰۳ء میں فوت ہوا۔ دیوی چند کا دوسرا لڑکا رگھبیر چند راجہ منڈی کے ہاں ملازم رہا جس نے پہلے اس کی ہمشیرہ اور بعد ازاں اُسکی لڑکی سے شادی کی۔ رگھبیر چند کی والدہ کے مرنے کے بعد گورنمنٹ نے رگھبیر چند کا وظیفہ جاگیر ۴۲۰ روپیہ سالانہ سے ۶۰۰ روپیہ سالانہ کر دیا۔ اس طرح اس کا وظیفہ اُسکے بھائی سورما چند کے وظیفے کے برابر ہو گیا۔ علاوہ ازیں رگھبیر چند کو ریاست منڈی سے ۳۰۰ روپیہ ماہوار ملتا تھا اور اسکے پاس ایک گاؤں بھی تھا جس کی سالانہ آمدنی ۱۰۰۰ روپیہ تھی سنہ ۱۸۹۷ء میں رگھبیر چند فوت ہو گیا۔ اور اُس وقت سے اُس کے اہل و عیال کو ریاست منڈی سے ۲۵۰ روپیہ ماہوار پنشن ملنے لگی۔ گورنمنٹ سے جو وظیفہ جاگیری رگھبیر چند کو ملتا تھا وہ اُس کے بھائی سورما چند خاندان کے بزرگ کو دیا گیا اس طرح سورما چند کو ۱۲۰۰ روپیہ سالانہ وظیفہ ملنے لگا پھر سورما چند کے لاولد مرنے پر اُس کا ۱۲۰۰ روپیہ کا سالانہ وظیفہ اُس کے بھتیجے بلدیو چند رگھبیر چند کے سب سے بڑے بیٹے کو اس شرط پر ملنے لگا کہ وہ سورما چند کی تین بیواؤں کو معقول گزارہ دیا کرے چنانچہ بلدیو چند نے ہر ایک بیوہ کو پندرہ روپیہ ماہوار فی کس یا کل ۵۴۰ روپیہ سالانہ دینا منظور کیا۔ سورما چند اور رگھبیر چند دونوں کی شادی

ریاست کے حاکم پچھلی صدی کے ابتدائی زمانے میں اُس وقت تک کہ رنجیت سنگھ نے ان کے معاملات میں دخل دینا شروع کر دیا بالکل خود مختار تھے۔ خاندان کے موجودہ بزرگ کے دادا راجہ گوبند چند کو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ایک دفعہ لاہور میں طلب کیا لیکن وہ مہاراجہ کے حُکم کی تعمیل نہ کر سکا۔ مہاراجہ نے اُس کے اختیارات شاہی چھین لئے اور اُس کا تنزل کر کے محض ایک جاگیردار کے درجہ کو پہنچا دیا۔ ۱۸۱۸ء میں راجہ گوبند چند کی وفات کے بعد اُس کے لڑکے راجہ جگت چند کو ۴،۰۰۰ روپیہ کی جاگیر عطا ہوئی اور جب ۱۸۴۶ء میں دوابہ (جالندھر) انگریزی علاقے کے ساتھ ملحق ہوا اُس وقت اس جاگیر کی آمدنی اُسے ملتی تھی۔ کانگڑہ کے راجپوت راجاؤں کو یہ خیال تھا کہ انگریزی راج کے آنے سے ہمیں وہ سب قدیم حقوق جو سکھوں نے چھین لئے تھے واپس مل جائینگے۔ لیکن ان کو یہ دیکھکر سخت مایوسی ہوئی کہ نئے حاکم بھی ملک پر قابض ہو کر معاملات کی موجودہ صورت کو بدلنا نہیں چاہتے راجہ جسوان اور راجہ دتارپور کی بغاوت اور سرجان لارنس صاحب بہادر کے اس بغاوت کو فوری فرو کرنے کا حال کسی اور باب میں دیا گیا ہے راجہ جگت چند قید ہوا اور اپنے بڑے لڑکے دیوی چند کے ساتھ بمقام الموڑا صوبہ شمال مغربی میں جلاوطن کیا گیا اور ان دونوں باپ بیٹوں کو ۳،۰۰۰ روپیہ سالانہ وظیفہ گزران کے لئے ملتا رہا۔

راجہ جگت چند ۱۸۷۸ء میں فوت ہوا۔ اُس کا سب سے چھوٹا لڑکا اُودھم سنگھ پرتھی پور واقع تحصیل اونہ ضلع ہوشیارپور میں رہتا ہے اور اُسے ۶۰۰ روپیہ سالانہ پنشن ملتی ہے۔ اُس کی سوتیلی والدہ کو بھی

میاں اُدھم سنگھ رئیس پرتھی پور

راجہ اننت چند

راجہ گوبند چند
(وفات ۱۸۱۶ء)

۱. میاں دیوی چند (وفات ۱۸۴۲ء) — ۲. مان چند (وفات ۱۸۵۹ء) — ۳. میاں اُدھم سنگھ (ولادت ۱۸۳۸ء)

میاں دیوی چند کے بیٹے: ۱. سورما چند (وفات ۱۹۰۰ء) — ۲. رگھبیر چند (وفات ۱۸۹۴ء)

میاں اُدھم سنگھ کے بیٹے: ۱. سوہن سنگھ (ولادت ۱۸۶۵ء) — ۲. حکم سنگھ (ولادت ۱۸۶۱ء) — ۳. پرتاب سنگھ (ولادت ۱۸۶۷ء)

رگھبیر چند کے بیٹے: ۱. میاں بلدیو چند (ولادت ۱۸۶۶ء) — ۲. بلرائے چند (ولادت ۱۸۶۹ء) — ۳. ابرائے چند (ولادت ۱۸۷۴ء)

میاں اُدھم سنگھ کی ابتدائی تاریخ قدیم افسانوں کے لحاظ سے ایسی ہی دلچسپ ہے جیسی رائے ہیرا چند والیٔ بھبور کے خاندان کی۔ دونوں بھوم چند دیوتا کی اولاد کہلاتے ہیں لیکن بیس پشتیں گزری ہیں کہ یہ ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہو گئے جب گینی چند خلف راجہ میگ چند نے پہاڑوں سے اُتر کر گوپی پور ڈیرہ واقع ضلع کانگڑہ کے پاس جو سرحد ہوشیار پور کے عین شمال میں واقع ہے ریاست گولیر کی بُنیاد ڈالی۔ اسکے بعد اُس کے تمام علاقے اُس کے بڑے بیٹے مکامل چند کو ملے۔ اُس کا چھوٹا لڑکا سروا تا جنوب کی طرف جہاں اب ضلع ہوشیار پور کی تحصیل دسوہا ہے چلا آیا اور یہاں آکر دتار پور کی چھوٹی راجپوت ریاست قائم کی جو سیکڑوں سال قائم رہی۔ اس

CSL

جارہا تھا اور میلی سے ۸ میل کے فاصلے پر ٹھیرا ہوا تھا کہ اُس نے راجگان کی افواج کا شکست کھانا اور منتشر ہو جانا سنا اس لئے اُس نے اپنا ارادہ بدل دیا اور جلد بیاس پار ہو کر مہاراجہ شیر سنگھ کے پاس بھاگ گیا۔ بعد ازاں اس نے اپنے آپ کو سرکار انگریزی کے حوالے کر دیا اور اُس کو امرتسر میں رہنے کی اجازت مل گئی لیکن ۲۰۰۰ روپیہ سالانہ وظیفہ کے معاوضہ میں جو وہ ۱۸۶۳ء تک تا وفات پاتا رہا اس کی تمام اراضیات ضبط کر لی گئیں +

بیدی بکرم سنگھ کا سب سے بڑا لڑکا ۱۸۶۴ء میں فوت ہوا۔ ۱۰۰۰ روپیہ کا وظیفہ جو تین سال بعد بڑھا کر ۲۳۰۰ روپے کر دیا گیا تھا بیدی بکرم سنگھ کے دوسرے بیٹے سُجان سنگھ کو گزارے کے لئے ملا۔ سجان سنگھ اس وقت سارے خاندان کا بزرگ ہے۔ ۱۸۸۴ء میں اسکی حالت پر سرکار نے پھر غور کیا اور ایک ایسے تباہ حال خاندان کی مالی حالت سنوارنے کے لئے جو کسی زمانے میں بڑا مقتدر اور طاقتور تھا اور جسکی آج تک سکھ قوم عزت و حرمت کرتی ہے۔ یہ مناسب سمجھا گیا کہ بجائے نقد وظیفہ کے مواضعات ارنیالہ۔ لال سنگھ اور اونہ واقع تحصیل اونہ میں ایک جاگیر ۴۸۸۴ روپیہ مالیہ کی عطا کی جاوے۔ بیدی سجان سنگھ کو معافی کی زمینوں اور باغات سے ۵۰۰ روپیہ سالانہ آمدنی ہے۔ اُسکے پاس مواضعات ارنیالہ۔ کوٹلہ لال سنگھ ننگل۔ کلالند اور نور پور تحصیل اونہ ضلع ہوشیارپور میں ۱۰۷۰ گھماؤں اراضی ہے۔ علاوہ ازیں ضلع گوجرانوالہ اور شاہ پور میں چھوٹے چھوٹے قطعات اراضی اسکی ملکیت ہیں۔ بیدی سجان سنگھ آنریری مجسٹریٹ۔ میونسپل کمیٹی اونہ کا پریزیڈنٹ اور ڈسٹرکٹ بورڈ اونہ کا ممبر ہے اور ضلع ہوشیارپور کے سرآوردہ پراونشل درباریوں میں ہے +

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

حقوق بھی بالکل کم وزن ہیں۔ تمام جاگیروں کو ضبط کرنے کے بعد ان کے عوض میں سرکار نے مجموعۃً ایک جاگیر مالیت ۳۱۲۱۲ روپیہ سالانہ دینی چاہی لیکن بیدی نے بکمال غضب لینے سے انکار کر دیا۔ بکرم سنگھ کو غدار سمجھنے کی سرکار کے پاس بہت سی وجوہات تھیں اور سرکار کی یہ منشا نہ تھی کہ اُس سے وہ فیاضانہ سلوک کیا جائے جو اُس سے اُس حالت میں کیا جاتا جب وہ اس نئے دور میں سرکار انگریزی کی سب شرائط فوراً قبول کر لیتا۔ بندوقیں اور ہتھیار جو اُسے حوالے کر دینے چاہیئے تھے باغ میں چھپے ہوئے برآمد ہوئے اور اس بات کے کئی ثبوت ملے کہ اگر کوئی شخص پیشقدمی کرتا تو یہ بغاوت کرنے پر آمادہ تھا۔ لہذا جو کچھ سرکار پہلے دینا چاہتی تھی اُس میں تخفیف کر کے ۱۲۰۰۰ روپیہ کی جاگیر تجویز کی مگر اُس نے مثل سابق اس جاگیر کے لینے سے بھی انکار کیا۔ پھر ۱۸۴۸ء میں سکھوں کی دوسری لڑائی کے وقت ضلع ہوشیارپور کے شمالی پہاڑی راجاؤں نے مقامی بغاوت کی۔ اس بغاوت کے سرغنہ کانگڑہ۔ جاسون۔ اور دتارپور کے راجا تھے۔ جان لارنس صاحب بہادر نے جو اُس وقت ستلج کے پار ریاستوں کے کمشنر تھے بغاوت کو فوراً دبا دیا۔ اُس نے صرف ۴ توپوں اور پانچ سو آدمیوں ہی سے علاقۂ دُون کو روند ڈالا۔ باغی راجے قید ہو کر جلاوطن کیئے گئے اور ان کے علاقے ضبط ہو گئے۔ بیدی بکرم سنگھ نے بھی اس بغاوت میں اپنی تمام طاقت خرچ کی کیونکہ اُس کو یہ اُمیّد تھی کہ اب اس کے دن پھرنے کو ہیں۔ وہ سارے علاقے کو بغاوت پر اشتعال دینے کے لئے ہوشیارپور

سکھوں کو آگے دھر لیا اور سب مواضعات جو بیدی صاحب سنگھ نے فتح کئے تھے واپس لے لئے - بیدی صاحب سنگھ جب چند دیہات سے نکالا گیا تو اس نے اوروں پر قبضہ کر لیا - رائے الیاس کے عامل شیر خاں کے ظلم سے تنگ آکر منصور کے زمینداروں نے بیدی صاحب سنگھ کو مدعو کیا - بیدی نے جاتے ہی قلعہ نوبت پر قبضہ کر لیا اور موضع دوگھاری میں ایک نیا قلعہ تعمیر کیا - بیدی نے بعد ازاں لدھیانہ فتح کر کے قلعۂ لدھیانہ کا محاصرہ کر لیا اور وہ قلعہ کو یقیناً فتح کر لیتا مگر رائے الیاس نے دھمکی دی کہ میں حصار کے نامور جارج ٹامس کو بلا لونگا اس لئے بیدی کو ستلج کے پار ہٹ آنا پڑا[۱]۔

بیدی سنہ ۱۸۳۴ء میں مرا - اُس کا سب سے بڑا بیٹا اُس کی حین حیات ہی میں ملسیان ضلع جالندھر میں سکونت پذیر ہو گیا تھا اور وہاں اُس کو چھچھرا اور واصل پور کی مالگزاری سے چھ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملتا تھا - یہ گاؤں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بیدی کو عطا کئے تھے - اُس کا تیسرا لڑکا بکرم سنگھ اپنے باپ کی اکثر جائداد پر قابض ہوا نیز ستلج و بیاس کے درمیانی علاقے میں اُسے سری بابا نانک صاحب جی کا نائب تسلیم کیا گیا اور ان کا روحانی خرقہ بھی اسی کو ملا - لاہور میں بھی اُس کی وقعت تسلیم کی گئی اور کئی سال تک یہ خاندان ترقی پر رہا لیکن سرکار انگریزی کے آنے سے حالات کا رنگ بدلا اور دوسری جاگیروں کی طرح مانجھے کی جاگیریں بھی ضبط ہو گئیں کیونکہ تحقیقات سے معلوم ہو گیا کہ بیدی کا قبضہ بہت قلیل عرصے سے ہے اور اُس کے

[۱] گریفن صاحب کی کتاب راجگان پنجاب کا ملاحظہ ہو۔

GOVERNMENT OF INDIA · MINISTRY OF CULTURE
CSL

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

خیال رکھتے تھے اور جب تک قتل و غارت کر سکتے تھے مذہبی اور غیر مذہبی دعوت اُن کے نزدیک یکساں تھی۔ اس مذہبی لڑائی میں مالیر کوٹلے کے بدقسمت افغانوں نے عطاء اللہ کی سرکردگی میں سکھوں کا سخت مقابلہ کیا لیکن آخر مغلوب ہوئے اور شکست کھا کر کوٹلے کی طرف نکل گئے۔ جسے بیدی صاحب سنگھ نے گھیر لیا۔ عطاء اللہ نے صاحب سنگھ راجہ پٹیالہ کی طرف قاصد بھیج کر مدد کی درخواست کی چنانچہ امرگڑھ میں جو فوج ڈیرے ڈالے ہوئے تھی فوراً بسرکردگی بخشی سیدا اور سردار چین سنگھ عطاء اللہ کی مدد کو کوٹلے آگئی اور بیدی صاحب سنگھ کو مجبوراً ستلج کے پار ہٹنا پڑا۔

اس کے چار سال بعد ۱۷۹۸ء میں بیدی صاحب سنگھ نے امرتسر میں اسی پچھلے بہانہ پر رائے کوٹ کے راجپوت مسلمانوں کے خلاف لڑائی کا اعلان کیا۔ قریباً ...۷ سکھوں نے ستلج کے پار ہو کر رائے کوٹ کو جس میں اس وقت جگراؤں۔ رائے کوٹ۔ لدھیانہ اور قرب و جوار کا ملک شامل تھا۔ روند ڈالا۔ رائے کوٹ کے سردار رائے الیاس کی عمر اس وقت صرف ۱۵ سال تھی۔ لیکن اُس کے اعلےٰ افسر روشن خاں نے موضع جودھ پر خوب ہی مقابلہ کیا اور اس میں شبہ ہی نہیں کہ وہ سکھوں کو مار کر پسپا کر دیتا اگر ایک گولی اُس کو ہلاک نہ کر دیتی اور اُس کی فوج جی چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ رائے الیاس نے اپنے پڑوسیوں کے پاس مدد طلب کرنے کے لئے قاصد بھیجے۔ سرداران پٹیالہ و جیند اور بھائی لعل سنگھ والئی کیتھل اور جودھ سنگھ والئ کلسیا نے اپنی فوجیں اکٹھی کیں اور لدھیانہ کی طرف بڑھ کر

CSL

جایا کرتا تھا لوگوں کے گروہ کے گروہ اس کے پرجوش اور فصیح پرچار کو سننے کے لئے جمع ہو جاتے تھے۔ راجہ کہلور نے بھی موضع بندلا ہری بیدی صاحب سنگھ کی نذر کرنا قرین مصلحت سمجھا۔ اَور رؤسا اور جاگیردار بھی اپنی حیثیت کے مطابق بیدی صاحب سنگھ کو عطیات اراضی دینے کے آرزومند تھے حتےٰ کہ بیدی صاحب سنگھ کا زہد و تقویٰ مہاراجہ رنجیت سنگھ پر بھی کارگر ہو گیا اور اُس نے بھی بیدی کی قابلیت کی قدر کی اور بیدی کی ترقی پذیر جاگیر میں ادھووالی واقع ضلع گوجرانوالہ کا اضافہ کر دیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مہاراجہ پٹیالہ بیدی کو اپنے خطوط میں ”باباصاحب بیدی صاحب سنگھ جی“ کے الفاظ سے مخاطب کرتا تھا۔ بعد میں بیدی صاحب سنگھ رنجیت سنگھ کے ساتھ اُس کی اکثر مہموں میں جانے لگا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کو اپنی فوج میں بیدی جیسے پُرجوش اور پارسا شخص کی موجودگی سے غالباً بہت فائدہ ہوتا تھا کیونکہ وہ وقتاً فوقتاً بیدی صاحب سنگھ کو فتح کے بعد مال غنیمت میں سے بڑی دریا دلی سے انعام و اکرام دیتا تھا۔ لیکن رنجیت سنگھ کے بعد بہت سے دیہات جو بیدی صاحب سنگھ کو اس طرح ملے تھے رنجیت سنگھ کے جانشینوں نے ضبط کر لئے۔

۱۷۹۴ء میں بیدی صاحب سنگھ نے مالیر کوٹلہ کے افغانوں پر گاؤکشی کا الزام لگا کر ان کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا اور سردار تارا سنگھ گھیبا۔ سردار بھگیل سنگھ تھانیر اور اَور کئی سرداروں کو اپنے ساتھ شامل ہونے کی ترغیب دی۔ لیکن یہ سردار ایسے لوگ تھے کہ ان کو مذہب کی چنداں پروا نہ تھی لوٹ مار کا زیادہ

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

جیسا کہ آج کل سمجھنے میں مشکل ہے اُس زمانے میں بھی ایسا ہی مشکل تھا۔ جسوال راجہ رام سنگھ نے بیدی کالا دھاری کو ۲ گھماؤں اراضی کی مالگزاری دے دی۔ اس سے اس کی بہت ناموری ہوئی۔ ۱۷۳۸ء میں کالا دھاری کی وفات کے بعد اُس کے لڑکے اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ ان میں سے اوتار چند تو باریان تحصیل گڑھ شنکر میں مقیم ہو گیا جہاں آج تک اُس کی اولاد معافی زمین پر قابض ہے اور دھرم چند ڈیرہ بابا نانک واپس چلا گیا۔ ساگر چند لاولد مر گیا اور جیت سنگھ مذہبی معاملات میں اپنے باپ کا جانشین ہوا لیکن اس میں اپنے باپ جیسا مذہبی جوش نہیں تھا اور اگر اس خاندان میں جیت سنگھ کے بیٹے بیدی صاحب سنگھ جیسا نامور آدمی پیدا نہ ہوتا تو یہ خاندان غالباً بے حقیقت ہو جاتا۔ صاحب سنگھ کے والد کے انتقال کے تھوڑی مدت بعد سنتوک گڑھ کے سردار گوردت سنگھ اور جسوال کے راجہ اُمید سنگھ کے مابین ایک زمین کے متعلق تنازع ہوا اور صاحب سنگھ کو خوش قسمتی سے ان دونوں نے اپنا ثالث مقرر کر لیا جس نے ایسی دانائی اور خوش اسلوبی سے معاملے کا تصفیہ کیا کہ اس کو اس کارگزاری اور محنت کے صلے میں راجہ امید سنگھ نے تو تعلقہ اونا عطا کیا اور گوردت سنگھ نے اس کو کلگراؤں کے زرخیز اور پُرفضا دیہات کا جاگیردار بنا دیا۔ جب بیدی صاحب سنگھ کی اس طرح سے عزت افزائی ہوئی تو وہ جلدی ہی مذہبی مسائل اور سوشل معاملات میں مستند حکم مانا جانے لگا۔ تمام جالندھر دوآب میں اس نے رسوخ پیدا کر لیا اور مانجھے کے علاقے میں جہاں وہ اکثر

بیدی سُجان سنگھ رئیس اونا

باباکالادھاری
(وفات سنہ ۱۷۳۶ء)

- ۱ گوڑ سنگھ
- ۲ اوتار چند
- ۳ جیت سنگھ (وفات سنہ ۱۷۷۳ء)
  - ۱ صاحب سنگھ (وفات سنہ ۱۸۳۴ء)
    - ۱ بشن سنگھ (بابا سرکھیم سنگھ بیدی کے سی آئی ای مرحوم و مغفور کا جدِ بزرگ)
    - ۲ تیغ سنگھ
    - ۳ بکرام سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۳ء)
      - ۱ سورج سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۴ء)
      - ۲ بیدی سُجان سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۵ء)
        - ۱ رام کشن سنگھ ولادت سنہ ۱۸۶۴ء
          - ۱ سانول سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۸ء)
          - ۲ دیواندر سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۴ء)
        - ۲ من موہن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۹ء)
        - ۳ شیو دیو سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۶ء)
  - ۲ محبوب سنگھ
- ۴ دھرم چند
- ۵ ساگر چند

بیدی کالادھاری جو سری بابا نانک جی کی اولاد میں سے تھا پچھلی صدی کے شروع میں ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور سے آیا۔ کئی سال تک یہ جالندھر دواب کے آس پاس پھرتا رہا اور آخرکار اونا ضلع ہوشیارپور میں مقیم ہوگیا۔ یہاں اس نے کثیر التعداد مرید کر لئے۔ جو اس کی فصیح زبان سے گرنتھ صاحب کی تفسیر اور معانی سُننے کے لئے اسکے پاس جمع ہوتے تھے کیونکہ سری گورو گرنتھ صاحب

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

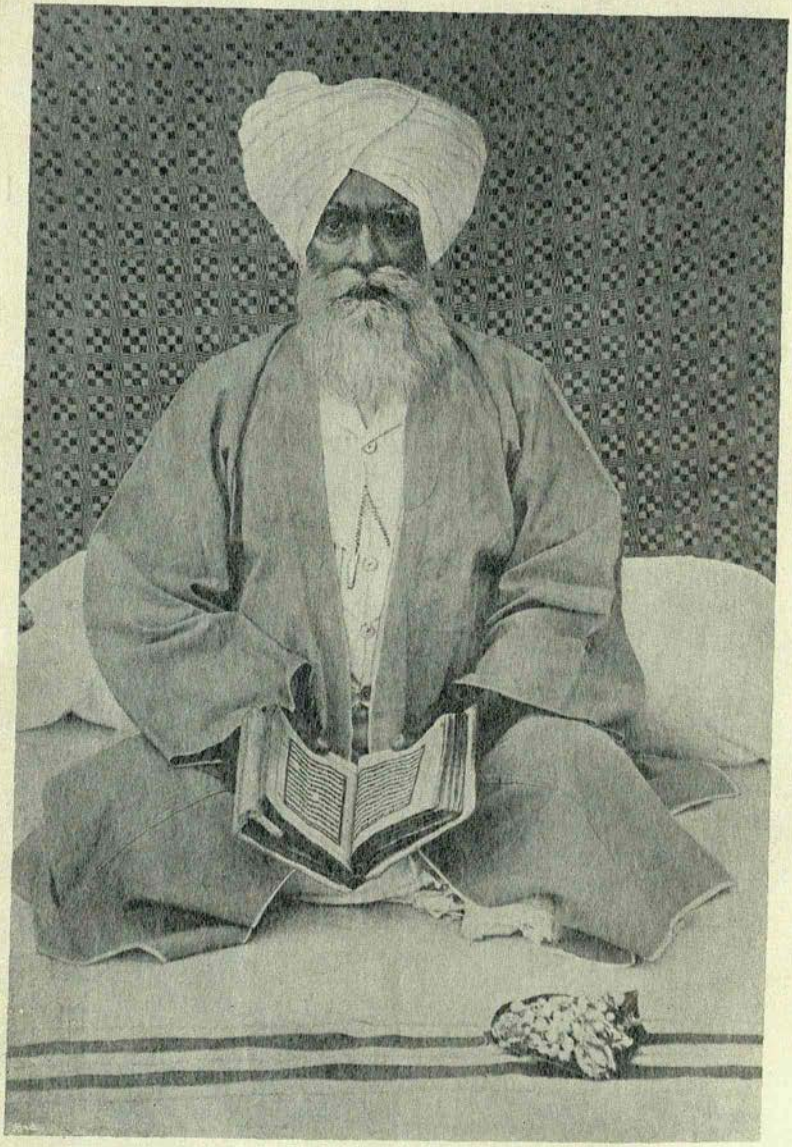

بابا سوجان سنگھ بیدی رئیس اونا

Baba Sujan Singh Bedi of Una.

بابا صاحب سنگھ بیدی رئیس اونا

Baba Sahib Singh Bedi of Una.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے ابھی تک نرندر اسنگھ کرالیوالہ کے قبضے میں ہیں :-

سنسووال	تحصیل اونا	ضلع ہوشیارپور	کل مالیت ۱۶۲۵ روپیہ ہے
نلوتی			
اہلگراؤں			
محمدپور	تحصیل گڑھ شنکر	"	
برنالہ	تحصیل نواشہر	ضلع جالندھر	

علاوہ ازیں تحصیل اونا کے دو دیہاتوں میں اس کو ۱۰۰۰ گھماؤں اراضی میں مالکانہ حقوق حاصل ہیں۔ نرندر اسنگھ کرالیوالہ انندپور میں آنریری مجسٹریٹ اور پراونشل درباری بھی ہے ٭

دمدمہ اور تیغ بہادر کے گردواروں کا کل چڑھاوا شام سنگھ کی اولاد کو ان کے موروثی حصوں کے مطابق ملتا ہے۔ انندپور کے گردوارے کے پجاری لوگڑھ کے مندر کا چڑھاوا لیتے ہیں۔ سوڈھی کھیم سنگھ کی اولاد اگنپور کے گردوارے کا چڑھاوا بلاشرکت غیرے ہی لیتی ہے۔ امرتسر کے دربار صاحب کے چڑھاوے میں سے تھوڑا سا حصہ کاہن سنگھ کی اولاد کو دیا جاتا ہے۔ کرتارپور میں باباگرو تا گردوارہ کا چڑھاوا ناہر سنگھ کی اولاد کو ملتا ہے اور کرتارپور کے دو پرتھاپوری مندروں کی آمدنی ناہر سنگھ اور کھیم سنگھ کی اولاد آپس میں برابر برابر بانٹ لیتی ہے ٭

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

جاگیر موضع جھبکارہ اور موضع مہیشور ضلع گورداسپور میں تھی۔ وہ ۱۸۹۱ء میں فوت ہوا۔ کاہن سنگھ جو کیسری سنگھ کا سب سے بڑا بیٹا اور کھیم سنگھ کا پوتا تھا سنہ ۱۸۴۶ء میں فوت ہوا۔ کاہن سنگھ کے بیٹے پرتاب سنگھ کو ۱۹۹۰۰ روپیہ مالیہ کی جاگیر ورثہ میں ملی۔ یہ جاگیر سوڈھیوں کی اور جاگیروں کے ساتھ بوقت الحاق ضبط ہوگئی۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ پرتاب سنگھ کا برتاؤ سرکار انگریزی سے ایسا نہیں تھا کہ اُس کی کل جاگیر ضبط کرلی جائے چنانچہ ضلع گورداسپور میں تحصیلہائے گورداسپور۔ بٹالہ اور شکرگڑھ کے ۱۶ مواضعات کی جاگیر اور ضلع گوجرانوالہ میں موضع گوبندپور اور چھینت کی جاگیر جس کی آمدنی ۲۵۰۰ روپیہ تھی پرتاب سنگھ کے پاس چھوڑ دی گئیں۔ پرتاب سنگھ کے بعد اُس کا لڑکا ہردت سنگھ اور پوتے ایشر سنگھ اور کشن سنگھ جاگیر پر قابض ہوئے۔ ہردت سنگھ کو ۸۰۰ روپیہ سالانہ پنشن ملتی تھی۔ ایشر سنگھ درباری اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھا۔ ایشر سنگھ اور اُس کے بھائی دونوں کو دو دو سو روپیہ سالانہ پنشن ملتی تھی۔ ہردت سنگھ سنہ ۱۹۰۱ء میں اور ایشر سنگھ سنہ ۱۸۹۹ء میں فوت ہوا۔ لیکن دونوں لاولد فوت ہوئے۔ اب کشن سنگھ انندپور میں آنریری مجسٹریٹ ہے۔

خاندان سوڈھی کی چوتھی شاخ جس کو چوتھی سرکار کہتے ہیں۔ گوہر سنگھ کی اولاد سے ہے۔ اس وقت اس شاخ کا سرکردہ نرندر سنگھ کرالیوالہ ہے۔ سنہ ۱۸۴۱ء میں پیدا ہوا تھا۔ اور سنہ ۱۸۴۶ء یعنی الحاق پنجاب کے وقت اس کے پاس بڑی جاگیر تھی۔ لیکن ضلع انبالہ میں جاگیر کا ایک حصہ ضبط ہوگیا اور اس کے عوض میں اُس کو ۴۸۰۰ روپیہ سالانہ نقد کا وظیفہ مل گیا۔ ضلع جالندھر اور ہوشیار پور کی جاگیریں

اپنے حصّوں کے مطابق تقسیم کر لیتے ہیں۔ راجہ فرید کوٹ نے بھی سوڈھی رام نرائن سنگھ کو ایک گاؤں جاگیر میں دے رکھا ہے جسکی سالانہ آمدنی ۴۷۵ روپیہ ہے۔ نرندر سنگھ اور اُس کے بھتیجے گور بچن سنگھ کے پاس بھی ریاست نالاگڑھ میں ایک چھوٹی سی جاگیر ہے چک گورو واقع تحصیل نواشہر ضلع جالندھر کے یہ چچا بھتیجے مشترک مالک ہیں اور گنگاوال و کیرت پور اور تحصیل اونہ ضلع ہوشیارپور کے دوسرے دیہات میں بھی چھوٹے چھوٹے قطعات اراضی کے مالک ہیں۔ رام نرائن سنگھ کو بہ حیثیت سرگردگی خاندان ۲۴۰۰ روپے سالانہ کی ایک معین رقم بھی ملتی ہے۔ اور یہ آنریری مجسٹریٹ۔ سول جج اور پراونشل درباری ہے۔ اور راولپنڈی کے بابا سرکھیم سنگھ بیدی کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کی ایک بیٹی سے اس کی شادی ہوئی ہے +

پٹیالہ کے سابق مہاراجہ اور حال کے راجہ کپورتھلہ نے رسم پوہل سوڈھی ہر نرائن سنگھ متوفی کے ہاتھ پر ادا کی تھی +

سوڈھی خاندان کی دوسری شاخ جس کو دوسری سرکار کہتے ہیں اودے سنگھ کی اولاد سے ہے۔ اس کے نرائن سنگھ اور پورن سنگھ بزرگ ہیں۔ ان دونوں میں سے درباری کوئی بھی نہیں اور گورنمنٹ کی جانب سے ان کو پنشنیں ملتی ہیں +

خاندان سوڈھی کی تیسری شاخ جس کو تیسری سرکار کہتے ہیں کھیم سنگھ کی اولاد سے ہے۔ اس کے سب سے ممتاز آدمی سوڈھی نہال سنگھ اور ایشر سنگھ تھے۔ نہال سنگھ درباری تھا اسکو ۶۰۰ روپیہ سالانہ پنشن ملتی تھی اور اُس کے پاس ۲۵۹۵ روپیہ سالانہ مالیہ کی

درباری ہیں اور سوڈھی شام چند کی اولاد ہیں۔ نرندر سنگھ کرالیوالا
گوہر سنگھ کا پڑپوتا ہے ؛

خاندان سوڈھی کی چوتھی شاخ جس کو بڑی سرکار کہتے ہیں
ناہر سنگھ سے نکلی ہے اور اس کا سرکردہ رام نرائن سنگھ ہے۔
سوڈھی ناہر سنگھ کے پاس جو ۱۷۹۵ء میں فوت ہوا کئی مواضعات
کی جاگیر تھی جس کی آمدنی ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ جب ۱۸۴۶ء
میں جالندھر دواب انگریزی علاقے کے ساتھ ملحق ہوگیا تو ناہر سنگھ
کا پوتا دیوان سنگھ خاندان کا بزرگ تھا۔ پہلے بیان ہو چکا ہے
کہ اُس وقت سوڈھیوں کا سرکار انگریزی سے برتاؤ لائق اطمینان
نہیں تھا اس لئے اُن کی سب جاگیریں ضبط کر لی گئیں۔ دیوان سنگھ
کو ۴۰۰۰ روپیہ سالانہ کا نقد وظیفہ ملا اور وہ ۱۸۵۰ء میں فوت
ہوا۔ دیوان سنگھ کے پوتے ہرنرائن اور رام نرائن اُس وقت نابالغ
تھے ان کی جاگیروں کا انتظام ان کے چچا نرندر سنگھ کے سپرد ہوا
جس کو ڈسٹرکٹ جج ہوشیار پور نے لڑکوں کا سرپرست مقرر کیا۔
بڑا لڑکا سوڈھی ہرنرائن سنگھ ۱۸۸۹ء میں فوت ہوا۔ رام نرائن سنگھ
کا چچا سوڈھی نرندرا سنگھ معزز اور حیثیت دار آدمی ہے اور اُس کو
بہت کچھ مقامی رسوخ حاصل ہے۔ اور آنریری مجسٹریٹ۔ انندپور
کی میونسپل کمیٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر ہونے کے علاوہ ڈویژنل
درباری ہے ؛

پٹیالہ میں اس خاندان کو ۱۰۰۰۰ روپیہ سالانہ کی ایک جاگیر
ملی ہوئی ہے جس کو رام نرائن سنگھ۔ اُس کا چچا اور چچازاد بھائی

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

نہیں تھا اور تمام سکھ قوم سرکار انگریزی کے اس حُسن سلوک کی آج تک معترف چلی آتی ہے۔ ۱۸۴۷ء میں انندپور کے خاندان کے مختلف اشخاص کو ۵۵۲۰۰ روپیہ کے نقد وظائف ملے۔ لیکن وظیفہ خواروں کے مرنے پر ان وظائف کی مقدار بتدریج گھٹتے گھٹتے تیس سال کے بعد کل ۹۹۲۴ روپیہ رہ گئی۔ لیکن گورنمنٹ کا یہ منشا نہ تھا کہ ایک ہی پشت کے بعد خاندان مفلس ہو جائے چنانچہ ۱۸۸۴ء میں یہ معاملہ پیش ہو کر فیصل ہوا اور ایک تجویز منظور ہوئی جس سے ہر ایک وظیفہ خوار کی پنشن کی شرح مقرر ہوئی اور قرار پایا کہ مقررہ قواعد کے مطابق وارثوں کو پنشنیں ملا کریں۔ اس تجویز کے مطابق خاندان کا بزرگ ۲۴۰۰ روپیہ سالانہ کے دائمی وظیفہ کا حق دار ہوا۔ اور یہ قرار پایا کہ یہ وظیفہ بجنسہ اُس کے بعد خاندان کے سرکردہ کو ملا کرے۔ باقی وظیفہ خواروں کی نسبت یہ قرار پایا کہ ان کے وارثوں کو ان کا نصف وظیفہ ملے اور تمام حالتوں میں باقی نصف میں سے بیواؤں اور کنواری لڑکیوں کو گزارہ دیا جائے اس شرط پر کہ جن وظیفہ خواروں کی پنشن ۵۰ روپیہ سے کم ہوگی ان کی پنشن بند ہو کر یکمشت رقم مل جائیگی ؂

انندپور کے سوڈھیوں میں رام نرائن سنگھ اور اُس کا چچا نرندرا سنگھ اور نرندر سنگھ کرالیوالا بھی ممتاز اشخاص ہیں۔ نرندر سنگھ کو کرالیوالا موضع کرالی واقع ضلع انبالہ کے سبب سے کہتے ہیں کیونکہ کرالی کسی زمانے میں اس خاندان کے قبضے میں تھا۔ یہ تینوں درباری ہیں۔ رام نرائن سنگھ اور نرندر سنگھ کرالیوالا پراونشل

CSL

ان کو معقول حصہ ملتا تھا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی خدمات کی بڑی قدر کی جاتی تھی۔ پنجاب کے الحاق کے وقت ان کے پاس ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیریں تھیں اس لیئے وہ انگریزوں کے آنے سے قدرتاً ناراض تھے۔

انگریزوں کا آنا گویا ان کے اعزاز کا کھویا جانا اور ایک گونہ ان کی بربادی تھی۔ اور بتقاضائے کم حوصلگی جہاں تک بن پڑا انہوں نے حکام انگریزی کی مزاحمت اور سرکاری کارروائیوں کو لوگوں کی نظروں میں بدنام کرنے کی کوشش کی۔ لیکن لوگوں پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا کیونکہ شکست کھا کر ان کا زور بل ایسا ٹوٹ چکا تھا کہ اُس طاقت کا مقابلہ کرنے کا ان کو حوصلہ نہ ہوتا تھا جس نے حال ہی میں ایک قواعد داں فوج کے دھوئیں بکھیر دیئے تھے۔ سوڈھیوں کی حالت تھوڑی مدت تک ایک فالج زدہ مریض کی سی رہی۔ آخر کار ان کو نئی حکومت طوعاً و کرہاً قبول کرنی پڑی اور جہاں تک ہو سکا انہوں نے اپنے لئے عمدہ شرائط لکھوالیں۔ جب سرکار کی طرف سے تمام ہتھیاروں کے فوراً حوالے کر دینے کا حکم ہوا تو انہوں نے اس کی تعمیل نہ کی اور ان کے دیہات میں چھپے ہوئے ہتھیار برآمد ہوئے۔ مغویانہ چٹھیاں ملیں جن کے لکھنے والوں کو ازروئے انصاف پھانسی دیجاتی۔ لیکن پھر بھی اس خاندان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا گیا کیونکہ انقلاب حکومت پر ناراض ہونے میں وہ ایک حد تک معذور تھے۔ سوڈھیوں کے ساتھ ایسا فیاضانہ برتاؤ ہوا جس کا انہیں سان گمان بھی

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

مسلّم طور پر آخری ہی گورو ہیں - سری گورو گوبند سنگھ جی کا چچا سورج مل
اُن کے بعد براے نام سکھوں کا دُنیاوی مُصلح بنا - لیکن اُس میں سری
گورو گوبند سنگھ جی جیسی ہمت اور پارسائی کہاں تھی - لوگوں نے اُس کا
ساتھ ہی نہ دیا اور اُس کی کمزور حکومت میں سکھوں کو بہت کچھ نقصان
پہنچا - خاندانی تاریخ کا سلسلہ وار ذکر کرنا یہاں ضروری نہیں مختصر
یہ ہے کہ سورج مل کے پوتے گلاب راے نے انند پور کے
قصبے کو از سرِ نو تعمیر کیا کیونکہ سری گورو گوبند سنگھ جی کے زمانے میں
مسلمانوں نے اسے برباد کر دیا تھا اس نے بھیم چند راجہ بلاسپور
سے وسیع قطعات اراضی خریدے اور خاندان کی سوشل حیثیت کو
پھر زندہ کیا کیونکہ مذہبی رسوخ کا انحصار اسی پر تھا - انند پور کے
سوڈھیوں کی چار شاخیں جن کو بڑی - دوسری - تیسری اور
چوتھی سرکار کہتے ہیں گلاب راے کے چار بھانجوں مسمّیان
ناہر سنگھ - اودے سنگھ - کھیم سنگھ اور گوہر سنگھ سے نکلی ہیں -
انند پور کے سوڈھی چونکہ سکھ مذہب کے ملجا و ماوی کی اولاد ہیں
اس لئے ان کی بڑی تعظیم و تکریم ہوتی ہے - عہد خالصہ میں جب
کبھی ستلج کے جنوب میں کوئی بڑی مہم پیش آتی تھی تو انکی شراکت
ضروری سمجھی جاتی تھی - چنانچہ متذکرۂ بالا چاروں بھائی اٹھارھویں
صدی کے اخیر تک متواتر لڑائیوں میں شریک ہوتے رہے - لڑائی
میں عموماً یہ صرف اپنے رُوحانی فرائض ادا کرنے کے لئے موجود
رہتے تھے خود لڑتے نہ تھے محض جوشیلے جاٹوں کو لڑنے مرنے
اور فتح حاصل کرنے کی ترغیب دیتے تھے - مگر مال غنیمت میں سے

CSL

کو سکھ مذہب میں داخل کر کے سکھوں کی قوت و جماعت میں اضافہ کیا۔ سری ہرگوبند سنگھ جی کے سب سے چھوٹے صاحبزادے سری گورو تیغ بہادر جی بھی بڑے زبردست اور پرجوش پرچارک نکلے اُنہوں نے بھی سکھوں کو طاقتور بنانے کے لئے بہت کچھ کیا۔ اپنے جوش سے اور مدد غیبی پر اندھا دھند بھروسہ کرنے سے کئی دفعہ سکھوں کی ہستی کو اُنہوں نے معرض خطر میں ڈالا۔ شہنشاہ اورنگ زیب سمجھ گیا تھا کہ اس نئے فرقے کو دبانا ضروری ہے۔ چنانچہ اس نے سری گورو تیغ بہادر جی کا سر قلم کرادیا اور ان کی ترقی کا سدِّ باب کرنے کی بھی حتی المقدور کوشش کی۔ اپنے باپ کے قتل کا انتقام لینے کے لئے سری گورو گوبند سنگھ جی تمام مسلمانوں کے جانی دشمن ہو گئے۔ یہ گوروؤں میں سے آخر تھے اور سکھوں کی تاریخ میں مشہور بہادر ہوئے ہیں اور ان کی کراماتیں قدیم کارناموں کی ہم مرتبہ ہیں۔ ان کی بہادری اور سخاوت کے گیت ہر ایک سکھ ماں اپنے بچے کو سناتی ہے۔ سری گورو گوبند سنگھ جی کو بھی آخر کار مغلوں نے مغلوب کر لیا ان کے چاروں لڑکے ان کی حین حیات ہی میں قتل ہو گئے تھے۔ اور کچھ مدت تک یہ دکھائی دیا کہ مذہبی جوش کی آگ سرد ہو گئی ہے کیونکہ سری گورو گوبند سنگھ جی کا جانشین بننے کے لئے کوئی قابل شخص موجود نہیں تھا اور اُن کی جگہ آج تک خالی پڑی ہے۔ سکھ لوگ یقین کرتے ہیں کہ ایک مذہبی پیشوا آنے والا ہے اور وہ ہمیشہ اُس کے انتظار میں رہتے ہیں۔ پھر بھی سری گورو گوبند سنگھ جی سکھ مذہب کے گوروؤں میں

سوڈھی رام نراین سنگھ رئیس انندپور

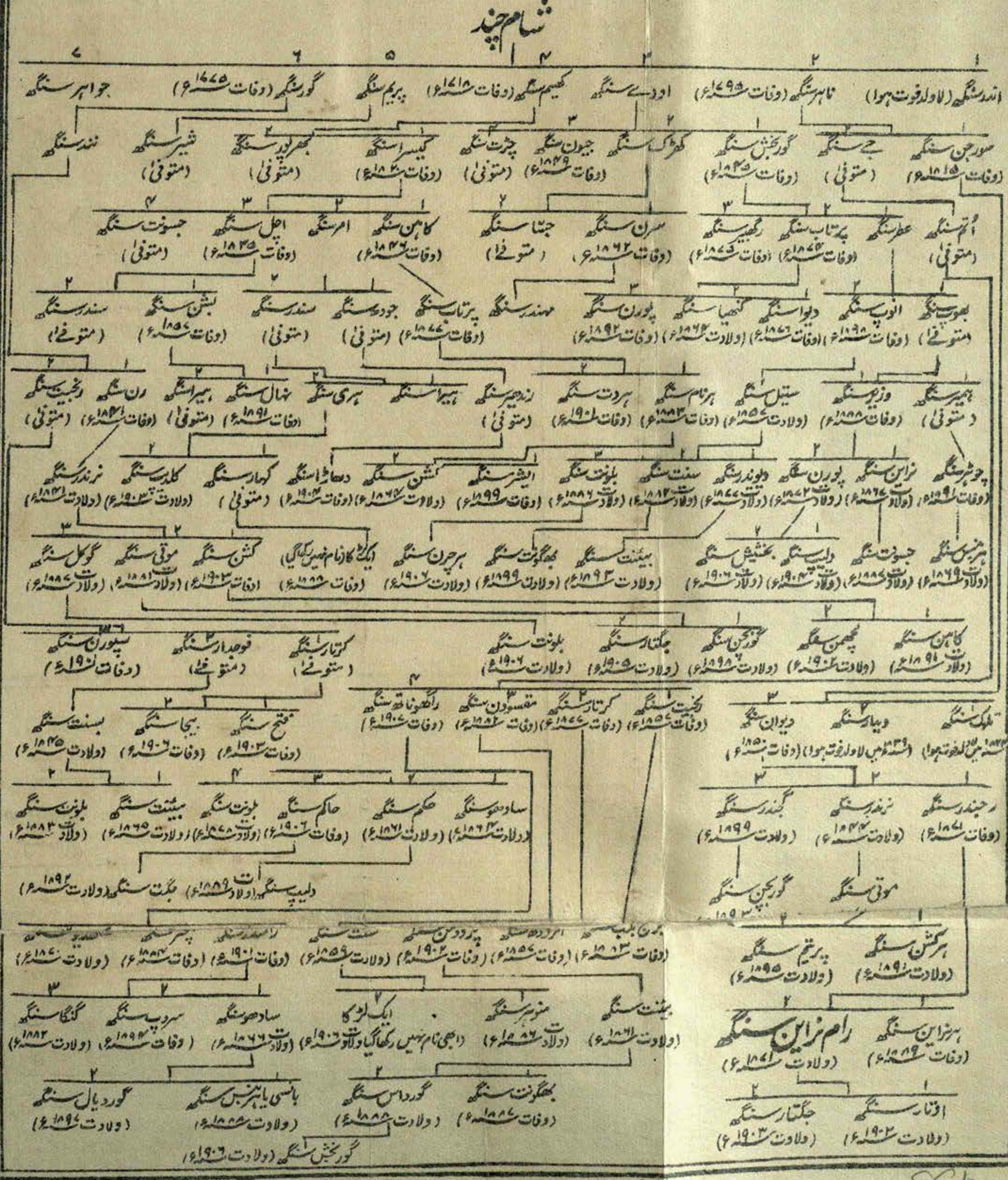

453

ٹکا سوڈھی رام نرائن سنگھ گدی نشین اندپور

Tika Sodhi Ram Narayan Singh of Anandpur.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

سوڈھی رام نرائن سنگھ رئیس انندپور

انندپور کے سوڈھی اند کھتری سکھ ہیں اور ان کا دعوی ہے کہ ہم سری گورو رام داس صاحب جی کی اولاد سے ہیں جو سری بابا نانک صاحب جی کے چوتھے جانشین تھے۔ سری گورو رام داس صاحب ہی نے امرتسر میں دربار صاحب کا مشہور مندر تعمیر کرایا اور امرتسر کو پنجاب بھر میں سکھ مذہب کا صدر مقام ہونے کی عزت دی۔ سری گورو رام داس جی کے تین صاحبزادے سری پرتھی چند سری مہادیو اور سری ارجن جی تھے جن میں سے آخرالذکر اپنے باپ کی وفات کے بعد گدی پر بیٹھے۔ اضلاع فیروزپور۔ جالندھر۔ شاہ پور اور پٹیالہ اور دیگر ریاستہائے پنجاب کے اکثر سوڈھی سری پرتھی چند جی کی اولاد ہیں اور انندپور ضلع ہوشیارپور اور کرتارپور ضلع جالندھر کے سوڈھی سری ارجن جی کی اولاد ہیں۔ سری مہادیو سادھو تھے اور وہ مجرد ہی رہے۔ سری گورو ارجن جی گرنتھ صاحب کی ترتیب اور تالیف میں مشغول رہے اور انہوں نے اس مقدس کتاب کو اس کی موجودہ صورت میں تیار کیا۔ کہتے ہیں کہ سری ارجن جی کے لڑکے سری گورو ہرگوبند جی کو مذہبی اور دنیاوی دونوں اقتدار حاصل تھے۔ انہوں نے کئی زمینیں لے کر گاؤں آباد کئے اور مسلمانوں سے جو قدرتی طور پر انکے مدمقابل تھے بہت سی لڑائیاں لڑے اور جہاں گئے بہت سے لوگوں

شامل ہونے کے وقت وصول ہوتی تھی۔ اس عطیہ کی شرائط کے بموجب راجہ راگھوناتھ سنگھ کو راجہ امید سنگھ کی اصلی جاگیر مل گئی جو علاقۂ جسوان دون میں اکیس مواضعات پر مشتمل تھی اور اس کی سالانہ مالگزاری ۲۲۴۴۸۱ روپیہ تھی۔ اس کے علاوہ امب کے موروثی باغ کی ۲۵ ایکڑ اراضی بلاقید مالگزاری اور تحصیل اونہ واقع ہوشیارپور میں مالکانہ حقوق عطا ہوئے اور راجپورہ میں راجہ امید سنگھ کے پرانے محل کی سب عمارات اور حویلیاں بھی مل گئیں۔ راجہ راگھوناتھ سنگھ کی ایک بیٹی بھی ہے جو ہز ہائینس راجہ چنبہ کے گھرانے میں بیاہی ہوئی ہے۔

راجہ راگھوناتھ سنگھ پراونشل درباری ہے اور قدیم خاندانی ہونے کی وجہ اور مہاراجہ کشمیر کے گھرانے میں بیاہے جانے کے سبب سے ۱۸۹۵ء میں اُسے راجہ کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا۔

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

ہوئی تھی جس کے صلے میں ان کو وہ شاہی اختیارات دئے جاتے جو سالہا سال سے ان کے ہاتھ میں نہ تھے۔ پس یہ دیکھکر کہ انقلاب سلطنت سے بھی ان کی حالت کچھ بہتر نہیں ہوئی وہ سخت مایوس ہوئے اور راجہ اُمید سنگھ نے زیرین علاقۂ کوہستان شوالک کے چھوٹے چھوٹے راجاؤں کے ساتھ مل کر جو کوشش نئی حکومت سے آزاد ہو جانے کے لئے کی۔ بے شبہ اُس سے ان سب کو ہمدردی ضرور تھی۔ لیکن یہ سرکشی جلد ہی دب گئی۔ جان لارنس صاحب بہادر نے جو اُس وقت ہوشیارپور کے کمشنر تھے مقام امب اور اخروٹ پر راجہ امید سنگھ کے قلعوں پر حملہ کیا اور ان کو تسخیر کر کے مسمار کرا دیا۔ راجہ اُمید سنگھ کے کل علاقے ضبط ہو گئے اور وہ مع اپنے فرزند جے سنگھ کے صوبۂ شمال مغربی کے مقام کماؤں میں جلاوطن کر دیا گیا۔ لیکن رن سنگھ خلف جے سنگھ کو اپنے بیٹے راگھوناتھ سنگھ کے ساتھ جموں میں رہنے کی اجازت مل گئی اور رن سنگھ کی شادی مہاراجہ رنبیر سنگھ کی دختر سے ہو گئی۔ بعد ازاں رن سنگھ کو اپنے وطن یعنی امب میں آنے کی اجازت دی گئی اور وہ اپنی وفات یعنی ۱۸۹۲ء تک سرکار انگریزی سے ۲۰۰ روپیہ ماہوار نقد پنشن پاتا رہا۔ رن سنگھ کا صرف ایک بیٹا راگھوناتھ سنگھ زندہ ہے اور وہ عموماً ریاست جموں کے مقام رام کوٹ میں سکونت رکھتا ہے۔ ۱۸۷۷ء میں مہاراجہ کشمیر کی خاص استدعا پر جناب نواب گورنر جنرل بہادر نے راگھوناتھ سنگھ کو علاقہ جسواں کے مواضعات کی وہ مالگزاری عطا فرمائی جو جسواں کے انگریزی علاقے کے ساتھ

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

اور اس نے زیرین پہاڑیوں میں اپنی حکومت قائم کر کے راجپورہ کو اپنا صدر مقام قرار دیا مگر اس خاندان کو شاہان مغلیہ کی حکومت کے آگے سر جھکانا پڑا - چنانچہ یہ خاندان نرپت سنگھ کے زمانے تک جس کا ۱۸۰۳ء میں انتقال ہوا - شاہان مغلیہ کو وقتاً فوقتاً خراج دیتا رہا - راجہ نرپت سنگھ کی وفات پر اُس کا بیٹا اُمید سنگھ کمسن لڑکا تھا اس لئے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی دست اندازیوں کی بہت ہی ناقص مزاحمت کر سکا - مہاراجہ رنجیت سنگھ نے چند سال بعد ستلج کے شمال کی طرف اپنی حکومت پھیلانی شروع کر دی تھی اور چونکہ صرف اپنی بادشاہی تسلیم کئے جانے پر قانع نہیں تھا اس لئے اُس نے ۱۸۱۵ء میں اُمید سنگھ کو لاہور میں نظر بند رکھ کر اُسے اپنا علاقہ حوالہ کر دینے پر مجبور کیا اور اس سے ایک کاغذ پر دستخط کرا لئے جس کی رُو سے وہ اپنے سب حقوق سے دست بردار ہو گیا - اس طرح راجہ امید سنگھ کی حیثیت کم ہوتے ہوتے صرف ایک باجگزار رئیس کی سی ہو گئی اور علاقۂ جسوان دون میں وہ صرف ۲۱ مواضعات کا جن کی سالانہ آمدنی بارہ ہزار روپیہ تھی جاگیردار رہ گیا *

ضلع ہوشیارپور مع باقی دوابہ جالندھر ۱۸۴۶ء میں سکھوں کی لڑائی کے اختتام پر انگریزی علاقے کے ساتھ ملحق ہوا - جو فیاضانہ سلوک سرکار انگریزی نے شملہ کے پہاڑی راجاؤں سے کیا تھا اس کو دیکھکر واقعی راجہ جسوان اور دیگر راجپوت راجہ یہ یقین کرتے تھے کہ ہم کو بھی شاہی اختیارات واپس مل جائینگے - مگر فی الحقیقت ان کو کوئی ایسی توقع دلائی نہیں گئی تھی اور نہ ان سے ایسی کوئی خدمت ہی

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

راجہ راگھوناتھ رئیس جسوان

Raja Raghunath Singh of Jaswan.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

ضلع ہوشیارپور

راجہ راگھوناتھ سنگھ رئیسِ جسواں

راجہ نرپت سنگھ
(وفات سنہ ۱۸۰۲ء)

امید سنگھ
(وفات سنہ ۱۸۵۴ء)

جے سنگھ
(وفات سنہ ۱۸۵۶ء)

۱ پرتھی سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۶ء) — ۲ رن سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۲ء)

۱ نرندر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۳۹ء) — ۲ راجہ راگھوناتھ سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۲ء)

۱ شیوراج سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۵ء) — ۲ لچھمن سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۲ء) — ۳ ایک لڑکا جس کا نام ابھی رکھا نہیں گیا (ولادت سنہ ۱۹۰۴ء)

راجہ راگھوناتھ سنگھ چندربنس راجپوتوں کی کاسب گوت سے ہے اور ضلع کانگڑہ کے قدیم سرداروں کا ہم نسل وہم نسب ہے۔ تیرھویں صدی کے وسط میں جسواں کا خاندان علیحدہ ہوگیا

GSL

ہوتی تھیں اور جن کی مالیت ۲۱۵ روپیہ تھی اس کے بیٹوں کے نام اس طرح جاری رہیں کہ جب سرکار کی مرضی ہو واپس لے لے اور یہ شرط بھی قرار پائی کہ اس خاندان کے رکن قانونگو ہو کر خدمات کرتے رہیں۔ لال سنگھ نے بہت عرصہ سرکار کی خدمت کی اور نائب تحصیلدار ہو گیا۔ اس خاندان کے افراد کو بہت سی اراضی پر حقوق مالکانہ حاصل ہیں جن کا وہ ۴۰۰ روپیہ سالانہ مالیہ ادا کرتے ہیں اور علاقے میں صاحب رسوخ ہیں +

اس خاندان کے مفصلۂ ذیل اصحاب ملازمت میں ہیں:۔ رائے صاحب منگت رام ۲۰۰ روپیہ ماہوار تنخواہ پر ریاست رامپور بُشہر میں وزیر ہے۔ لالہ سوہن لال ۲۰۰ روپیہ ماہوار کا تحصیلدار ہے۔ موتی لال کائستھ بیرسٹرایٹ لا دھرم سالہ میونسپل کمیٹی کا آنریری سکرٹری اور ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر ہے۔ لالہ شام لال ایم۔اے پلیڈر ہے۔ خاندان کے دوسرے افراد بھی ضلع کے عملۂ مال میں چھوٹے چھوٹے عہدوں پر ملازم ہیں انہیں میں سے لال سنگھ کا بیٹا سالگ رام ذیلدار مقرر کیا گیا تھا جو ۱۹۰۵ء میں فوت ہو گیا +

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
GSL

لالہ موتی لال کائستھ رئیس نگروٹہ

Lala Moti Lal Kaistha of Nagrota

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
GSL

لالہ کشن لال کائستھ رئیس نگروٹہ

Lala Kishan Lal Kaistha of Nagrota.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
GSL

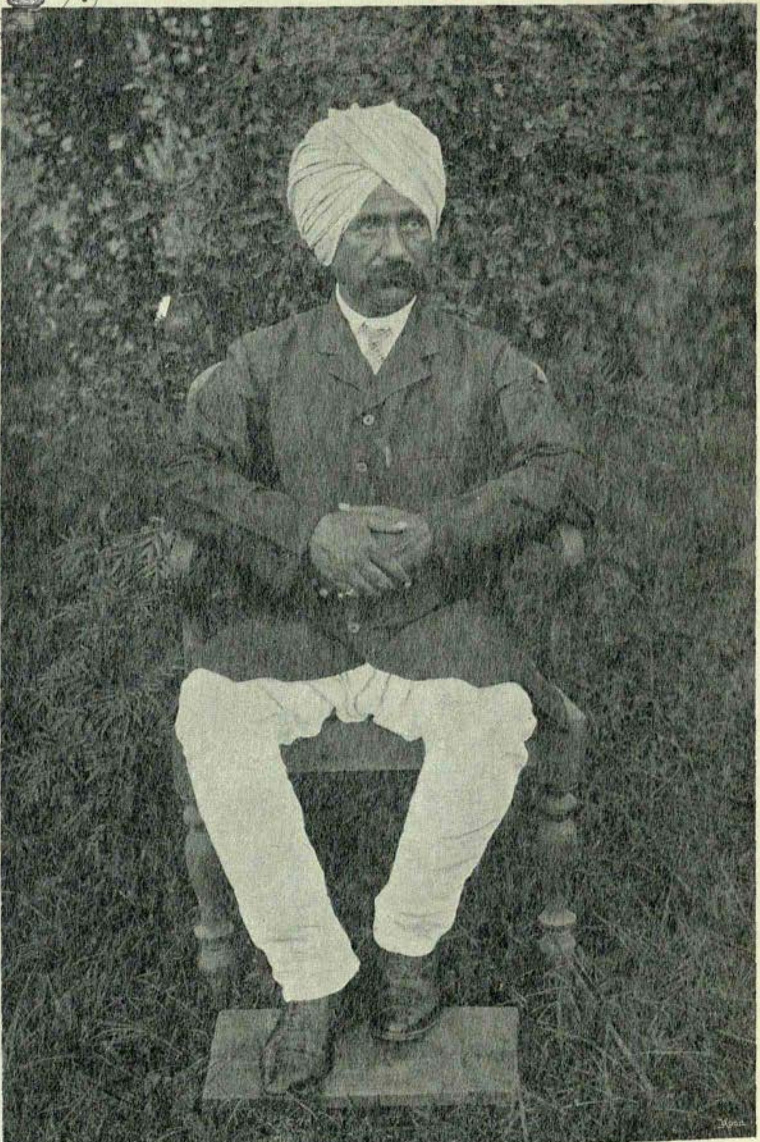

لالہ سوہن لال کائستھ رئیسِ نگروٹہ

Lala Sohan Lal Kaistha of Nagrota

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

راے صاحب لالہ منگت رام کائستھ رئیسِ نگروٹہ

Rai Sahib Lala Mangat Ram Kaistha of Nagrota

لال سنگھ مرحوم رئیس نگروٹہ

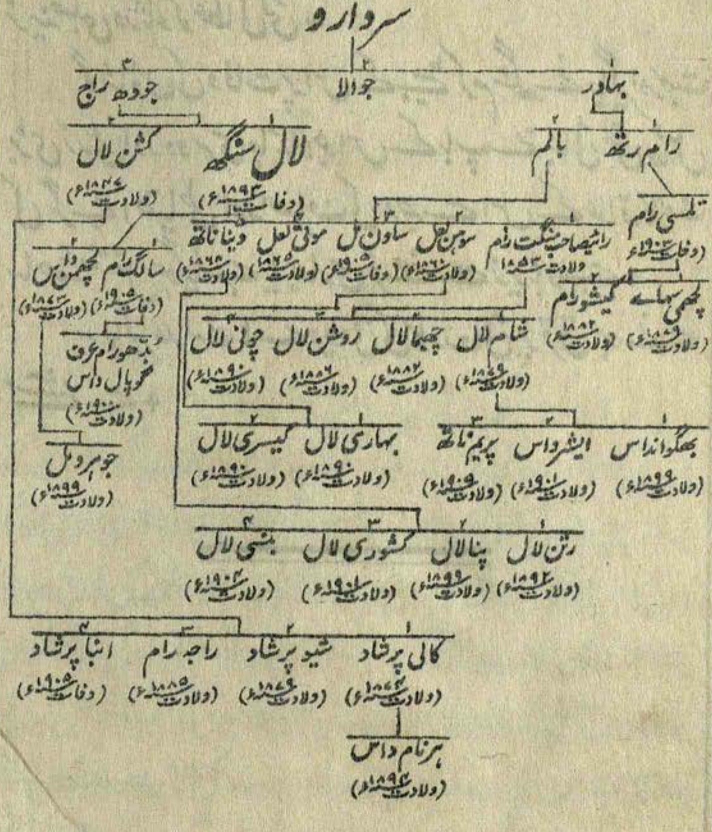

لال سنگھ پراونشل درباری جودھ راج قانونگو نگروٹہ کا بیٹا تھا۔ جودھ راج تحصیل میں قانونگو تھا اور اس نے بہت سی معافیات جو اس خاندان کو راجگان کانگڑہ نے دی ہوئی تھیں ورثہ میں حاصل کی تھیں۔ اس کی وفات پر ان میں سے بعض جو مل کر قریباً ایکسو ایکڑ

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

ان خدمات کے صلہ میں سرکار سے اچھا برتاؤ کرنے اور خدمات بجالانے کی شرائط پر اسے مواضعات بیر کوہر اور سنسال تحصیل پالم پور کی اراضیات میں ۲۰۰۰ روپیہ سالانہ مالیہ کی ایک جاگیر اسے اور اسکے نرینہ صلبی ورثاء کو عطا کی گئی ‎٭

گوشاؤں کی وفات پر اس کے بیٹے کرم سنگھ نے جاگیر اور بہت بڑی زرعی اور دوسری جائداد جو اس کے باپ نے بنائی تھی حاصل کی مگر بے احتیاطی اور اصراف کی وجہ سے اس کے علاقہ کا بہت ساحصئہ منتقل ہوگیا ہے یا بھاری قرضے سے زیر بار ہے ‎٭

یہ جاگیر عدالت ہائے دیوانی کی کارروائی پر قرق ہونے سے مستثنےٰ ہے ‎٭

وزیر کرم سنگھ رئیس بیڑ

وزیر گوشاؤں
(وفات ۱۸۷۱ء)

وزیر کرم سنگھ
(ولادت ۱۸۵۴ء)

بھوپ سنگھ
(ولادت ۱۸۷۱ء)

وزیر کرم سنگھ ڈویژنل درباری وزیر گوشاؤں کا بیٹا ہے جو ریاست منڈی کا مشہور وزیر مال اور قائم مقام راجہ تھا۔ ملک کے الحاق کے زمانہ میں وزیر گوشاؤں اس پہاڑی علاقہ میں ایسا بارسوخ آدمی تھا کہ اس کا ہمپایہ کوئی نہ تھا۔ چنانچہ جب کانگڑے کے قلعے کی فوج نے اطاعت کرنے سے انکار کیا تو گوشاؤں نے اپنی ذاتی کوششوں سے اس مشکل کو نہایت سہولت و تراضئ طرفین کے ساتھ حل کر دیا۔ غدر ۱۸۵۷ء میں منڈی کے قائم مقام راجہ ہونے کی حیثیت سے اُس نے ریاست کی افواج گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کر دیں اور اپنے ذاتی روپیہ سے بھی بہت کچھ امداد کی۔ اس نے ۱۲۵ بندوقچی تو ہوشیار پور کے حکام مقامی کو دئے اور صاحب کمشنر کے ساتھ ۲۵ آدمی جالندھر میں تعینات کر دئے۔ نیز یہ انتظام بھی کر دیا کہ اگر مزید ضرورت پڑنے پر اس سے امداد طلب کی جائے تو پانچسو آدمی اور مہیا کر دے۔

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

محدود مجسٹریٹی اختیارات حاصل تھے اور سپیٹی کی اراضیات کی مالگزاری وصول کرنے کا ذمہ وار تھا جسکے عوض میں اسے کل مالگزاری کا ۱/۶ حصہ یا ۲۸۲ روپیہ ملا کرتا تھا۔ اسکے قبضہ میں قریباً پچاس ایکڑ زمین بطور معافی کے بھی جس پر اس کا حق مالکانہ تھا۔ وُرزی سیتان ضلع کانگڑہ کا سولھواں پراونشل درباری تھا۔ یہ ۱۸۹۰ء میں ضعف بصارت کا عذر کر کے عہدہ سے دست کش ہو گیا اور اس وقت سے اس خاندان میں بہت سی تبدیلیاں ظہور پذیر ہوئیں۔ اس کا بیٹا نونو چیدوپ نمگیال اس کا جانشین ہوا جو اس وقت نابالغ تھا اس لئے تاشی رنچن اس کا سربراہ اور قائم مقام نونو ہوا۔ چیدوپ نمگیال سن بلوغ کو پہنچ کر ۱۸۹۷ء میں اپنے جدی منصب پر سرفراز ہوا مگر ۱۹۰۰ء میں اس کا انتقال ہو گیا اور اس کا کم سن بچہ نونو جگمٹ توبڈن اس کا جانشین تسلیم کیا گیا اور مرحوم کا بھائی وُرزی نمگیال قائم مقام نونو بنا۔ مگر جگمٹ نوبڈن کی عمر نے بھی وفا نہ کی اور ۱۹۰۰ء میں اس کا انتقال ہو گیا اسکی جگہ ۱۹۰۱ء میں ورزی نمگیال نونو بن گیا۔ مگر یہ بھی ۱۹۰۶ء میں راہی ملک بقا ہوا اور اس کا صرف پانچ سال کی عمر کا لڑکا نونو گنبو نمگیال اس کا جانشین ہوا۔ اس بچے کا چچا جمبا کیا چھوا ب اسکی جگہ کام کرتا ہے۔ جمبا کیا چھو نے صومعۂ تنگیوٹ میں تربیت پائی۔ اس نے ٹیسی لمبوتنگ جو لاسہ کے قریب ہے سفر کیا ہے اور مشہور و معروف صومعۂ نور کی سیر بھی کی ہے۔ لیکن اسے سپیٹی میں اپنا اختیار مطلق قائم کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے ٭

نونو گُنبو نمگیال رئیس سپٹی

تنظام نمگیال

۵	۴	۳	۲	۱
نوبزان چیرنگ	تندوپ تاشی	تاشی رنچن	کورچو رنچن	نونو دُرزی سیتاں (ولادت سنہ ۱۸۳۳ء)

اولاد نونو دُرزی سیتاں:

۴	۳	۲	۱
جمبا گنچوک	جمبا کیا میچو (ولادت سنہ ۱۸۸۲ء)	نونو دُرزی نمگیال (وفات سنہ ۱۹۰۶ء)	نونو چیدوپ نمگیال (وفات سنہ ۱۹۰۰ء)

نونو دُرزی نمگیال — نونو گُنبو نمگیال (ولادت سنہ ۱۹۰۱ء)

نونو چیدوپ نمگیال — نونو جگمٹ توبڈن وفات سنہ ۱۹۱۰ء

نونو یا "رئیسِ اعظم" گُنبو نمگیال سپٹی کے موروثی حکمرانوں کے خاندان کا بزرگ ہے جو پہلے لدّاخ کے انتہائے جنوب کے صوبہ جات میں سے ایک صوبہ تھا اور اب ضلع کانگڑہ کے کلو سب ڈویژن کا حصّہ ہے۔ سپٹی سلسلہ کوہ ہمالیہ کی بیرونی وادیوں میں سے ایک دُور پڑا ہوا تبتی کوہستان ہے۔ یہ شمال کی طرف سے بند ہے اور اس کو مغربی ہمالیہ کا برفانی سلسلہ لدّاخ اور چینی تبّت سے جُدا کرتا ہے۔ چونکہ یہ دور دراز فاصلہ پر واقع ہے اور یہاں آمد و رفت دشوار ہے۔ اس وجہ سے اس کی حکومت اسی کے رئیسوں کے ہاتھ میں رہی ہے اور اسکی طرزِ حکومت کا اب تک بھی قریب قریب ہی حال ہے جیسا پہلے تھا۔

سنہ ۱۸۷۸ء میں جب تنظام نمگیال بڑھاپے کی وجہ سے انتظامِ سلطنت سے دست بردار ہوا تو اس کا بیٹا نونو دُرزی سیتاں جانشین ہوا اسکو

CSL

ہیں گنٹوک کا برٹش ٹریڈ ایجنٹ جے چند اس کا سربراہ رہا۔ امر چند کو بالغ ہونے پر ۱۹۰۳ء میں مجسٹریٹ درجہ سوم کے اختیارات دیئے گئے۔ یہ مسٹر کیلورٹ صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کے ہمراہ مغربی تبت کی عزیمت پر گیا اور حسن خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے علاوہ شکریہ کے اس کو انعام بھی دیا۔ یہ اپنے باپ کی ساری جاگیر پر جانشین ہوا ہے اور اس کے سوا اس کو مفصلۂ ذیل آمدنی ہے :-

خالصہ کوٹھیوں کے مالیہ کا چہارم حصّہ	۷۵۸ روپیہ
اُن فوجداری مقدمات کے جرمانوں کے حصّے کا معاوضہ جو ورا صل اس خاندان کو ملا کرتا تھا	۱۶۰ "
ٹکس چرائی کا چوتھا حصّہ	۴۰۰ "
درختوں کی قیمت فروخت کا دسواں حصّہ	۱۰ "
عہدہ سب رجسٹرار کی تنخواہ	۳۵۰ "
میزان	۱۶۷۸ "

نام بدل کر وزیر کر دیا۔ ۱۸۶۱ء میں تارا چند کو آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مقرر کیا گیا۔ ۱۸۷۷ء میں اس کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا وزیر ہری چند جانشین ہوا۔ یہ اپنے باپ کی وفات کے کئی سال پہلے سے وزارت کا کام انجام دیتا رہا تھا کیونکہ تارا چند نے ۱۸۷۱ء سے ضعف و سنّ کہولت کے سبب سے ہی سے کام کرنا چھوڑ رکھا تھا۔ ہری چند کئی مواقع پر سرکار انگریزی کے کام آیا۔ ۱۸۵۹ء میں اس نے مسٹر شلجنٹ ویٹ افسر محکمۂ سروے کی موت کے متعلق خبر نکالی جو یارقند میں ولی خاں کوکان والے کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ اور ان خدمات کا اسے معقول صلہ دیا گیا۔ پھر ۱۸۶۳-۶۴ء میں اس نے تبت میں سفر کر کے اس ملک کے محاصل راستوں اور ترقیٔ تجارت کے ذرائع پر رپورٹ کی۔ ۱۸۷۳ء میں مسٹر ڈگلس فورسائتھ صاحب بہادر کی سفارت کے ساتھ یارقند گیا اور ان ممالک کے نہایت مفید حالات جمع کئے۔ یہ ضلع کانگڑہ کا پندرھواں پراونشل درباری اور کلو لوکل بورڈ کا ممبر تھا۔ اسے جوڈیشل اختیارات ملے ہوئے تھے اور لاہول کا سب رجسٹرار تھا۔ اس کی عام خدمات کے صلہ میں ۵۰۰ روپے یا لاہول کے مالیہ کا چوتھا حصہ بطور وظیفہ ملا کرتا تھا اور بالائی آمد کے طور پر فوجداری اور مال کے مقدمات میں جو اس کے ہاں دائر ہوتے تھے جو جرمانہ یا فیس آتی وہ بھی اپنے پاس رکھ لیتا تھا۔ غرض اس کی کل آمدنی کم و بیش دو ہزار روپیہ سالانہ ہو جاتی تھی۔ ۱۹۰۰ء میں اس کا انتقال ہوا اور اس کا فرزند اکبر امر چند موجودہ ٹھاکر جانشین ہوا۔ اس کی نابالغی کے زمانے

CSL

موجود ہیں اور اپنے اصلی علاقوں پر جو اب انہیں بطور جاگیر ملے ہوئے ہیں اور جن کے عوض بہ سرکار کو خراج یا نذرانہ دیتے ہیں قابض ہیں یہ بات یقینی طور پر مانی جاتی ہے کہ لاہول لداخ سے علیحدہ ہوتے ہی راجہ چمبہ کی ایک باجگزار ریاست بن گیا تھا اور اس کا وہ حصہ جسے اب برٹش لاہول کہتے ہیں بعدازاں چمبہ سے منتقل ہو کر ریاست کلو میں شامل ہو گیا۔ کلو کے موجودہ راجہ کے بیان کے مطابق اُسکے بزرگ بُدھی سنگھ نے جس کو گزرے سات پُشتیں ہوئیں لاہول کو راجہ چمبہ سے لیا تھا۔ یہ بُدھی سنگھ اُس راجہ جگت سنگھ کا بیٹا تھا جو شاہجہاں اور اورنگ زیب کا ہمعصر تھا اس حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ بدھی سنگھ نے لاہول کا علاقہ اندازاً ۱۷۰۰ء میں راجہ چمبہ سے لیا نیز یہ کہ لاہول کے امرا اس کے بعد بھی غالباً ملک کو حملوں سے بچانے اور تجارت کے لئے راستے کھُلے رکھنے کی غرض سے لداخ والوں کو کچھ سالانہ خراج دیتے رہے۔ لاہول والے بیشک بغیر احکام کے یہی خراج عامل لیہ کو ۱۸۶۲ء تک دیتے رہے اس وقت سرکار انگریزی کو یہ حال معلوم ہوا اور انہوں نے اس عمل کو روک دیا۔

جب لاہول سرکار انگریزی کے قبضے میں آیا تو ٹھاکروں کی جاگیریں انہی کے نام قائم رکھی گئیں۔ موجودہ بزرگ خاندان کا دادا تاراچند سکھوں اور راجۂ کلو دونوں کے ماتحت لاہول پر حکومت کرتا رہا تھا اس لئے سرکار انگریزی نے اسے وادیٔ مذکور کے انتظام کے لئے نیگی یا اعلےٰ نمبردار مقرر کر دیا اور بعدازاں اس کے منصب کا

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

عظیم الشان سلطنت میں شامل تھے۔ دسویں صدی میں جب یہ سلطنت برباد ہوئی تو اُس کے بہت سے دُور کے اضلاع خود مختار ریاستیں بن گئیں۔ اسی طرح سے ایک رئیس نے جس کا نام پال گئی گون تھا لداخ کی ریاست قائم کی جس کے لاہول اور سپتی سب سے دُور کے جنوبی صوبے تھے۔ تاریخی زمانے کے اندر پہلا واقعہ جس پر لداخ کا ہندوستان سے کسی قدر پولیٹکل تعلق ۱۶۸۷ء میں اُس وقت پیدا ہوا جبکہ سکھپاس یا کلماچ تاتاریوں نے لداخ پر حملہ کیا جنکو پسپا کرنے میں مدد دینے کے عوض لداخ والوں نے عامل کشمیر کو شاہ دہلی کا نائب سمجھکر کچھ خراج دیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اسی زمانے میں گورنمنٹ لاسہ کو بھی اتنا ہی خراج دیا اور سلطنت دہلی کے برباد ہونے کے بعد بھی جب تک اِن کا ملک وزیر زور آور کی ڈوگرا فوج نے جسے راجہ دھیان سنگھ اور گلاب سنگھ جموں والے نے بھیجا تھا ۱۸۳۵ء میں فتح کر کے پنجاب کے ساتھ نہ شامل کر لیا۔ لداخ کے راجہ کشمیر کو خراج دیتے رہے۔ متحقق طور پر تو یہ بتانا ناممکن ہے کہ کس طرح اور کس زمانے میں لاہول لداخ سے علیحدہ ہوا مگر اُن رواتیوں سے جو اہالیان لاہول میں مشہور ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ اس قطع تعلق کو بہت عرصہ گزر گیا ہے۔ اغلب یہ ہے کہ اُس بدعملی میں جو چانگ نمگیال کے سلطنتِ لداخ کو از سر نو تقویت دینے سے پہلے پھیلی ہوئی تھی لاہول کی ریاست خود مختار ہو گئی اور کچھ عرصہ تک ٹھاکر کہ دیہات کے چھوٹے چھوٹے امرا تھے اُس پر حکومت کرتے رہے۔ ان ٹھاکروں کے چار پانچ خاندان اب تک

ٹھاکر امر چند وزیر رئیس لاہول

- کرم چند
  - (۱) نونو چگان
    - چانگ نمگیال
      - تاشی آنگیال
        - چنگان
          - بھاگ چند
            - (۱) دھرم سنگھ
            - (۲) تلسی آنگتا یا دھرم چند
              - تارا چند
                - (۱) ٹھاکر ہری چند (وفات سنہ ۱۹۱۰ء)
                  - (۱) ٹھاکر امر چند (ولادت سنہ ۱۸۸۲ء)
                    - (۱) لال چند (ولادت سنہ ۱۸۹۶ء)
                    - (۲) نیل چند (ولادت سنہ ۱۸۹۶ء)
                    - دھرم چند (ولادت سنہ ۱۹۰۰ء)
                  - (۲) منگل چند (ولادت سنہ ۱۸۸۶ء)
                - (۲) رام چند (وفات سنہ ۱۸۸۲ء)
                  - جے چند (ولادت سنہ ۱۸۸۰ء)
                    - (۳) روپ چند (ولادت سنہ ۱۹۰۰ء)
                - (۳) مہر چند (ولادت سنہ ۱۸۶۰ء)
  - سنگی
    - سرشام
      - چانگاں
        - ہری رام
          - بھیمی رام
            - بینا سنگھ
              - موتی رام
                - بھاگ چند
                  - رتن چند (ولادت سنہ ۱۸۸۸ء)
            - گٹو
              - دیوی چند (وفات سنہ ۱۹۰۲ء)

لاہول اور سپیتی اُس علاقہ کے حصہ نہیں ہیں جس کی نسبت مسٹر بارنس صاحب بہادر نے یوں بیان کیا ہے کہ "یہ ایسی پہاڑیاں ہیں جن میں زمانۂ قدیم سے ہندو قومیں اپنے ہی راجاؤں کے زیر فرمان آباد ہیں" بلکہ اس کے برعکس یہ دونو تبت کے ممالک ہیں جن کا در اصل ہندوستان سے کچھ تعلق نہ تھا اور جو تبت کی

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
GSL

ٹھاکر امرچند وزیر لاہول

Thakur Amar Chand Wazir of Lahaul

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

GSL

ٹھاکر ہری چند وزیر لاہول

Thakur Hari Chand Wazir of Lahaul

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

GSL

کی جاگیر جس کی آمدنی ۱۸۰۰ روپیہ سالانہ تھی شنکر سنگھ کے نام جو اس خاندان کی بڑی شاخ کا بزرگ تھا اس شرط پر واگزار کی گئی کہ وہ اُسکی چہارم آمدنی بطور نذرانہ سرکار کو دیا کرے اور خاندان کی بیواؤں اور خُردوں کے گزارے کے واسطے مواجب مقرر کردے ❖

شنکر سنگھ ریاست کشمیر کی فوج میں جرنیل تھا اور اس کا بیٹا رگھناتھ سنگھ خاندان کا موجودہ بزرگ ہے ۔ یہ ڈویژنل درباری تحصیل نورپور میں کوتوال یا ذیلدار اور نورپور کے لوکل بورڈ کا اور کانگڑہ کے ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر ہے ۔ اس خاندان کے قبضہ میں ۶۳۷ گھماؤں جنگل اور موضع رے کی زرعی اراضیات ہیں نیز موضع ریلی کے تقریباً ۲۰۰۰ گھماؤں ہیں اور یہ دونوں گاؤں تحصیل نورپور میں ہیں ❖

میاں رگھناتھ سنگھ کو پانچ مربعے نہر چناب پر بھی ملے ہوئے ہیں ۔ خاندان کی جاگیر عدالت ہاے دیوانی کی کارروائی پر قرق ہونے سے مستثنے ہے ❖

میاں ہیرا سنگھ بنگال رسالہ نمبر ۱۹ میں رسالدار ہے اور خاندان کے مفصلہ ذیل اصحاب ریاست کشمیر میں ملازم ہیں :-

سردار نہال سنگھ ریاست کی فوج کا جرنیل ہے اور ۱۸۹۷ء میں اس کو سردار بہادر کا خطاب ملا ہے ❖

میاں رگھبیر سنگھ اور گندھرب سنگھ فوج میں میجر ہیں اور میاں ہُشیار سنگھ ریاست کشمیر کے کمانڈران چیف کا ایڈیکانگ ہے ❖

میاں بھیکم سنگھ اور میاں پیار سنگھ محکمۂ جنگلات کے افسر ہیں ❖

GSL

اور پہاڑی راجاؤں کو اپنا تابع فرمان کر لیا تھا - اس نزاع کے باعث اندر سنگھ کو راجہ گھمنڈ چند والئِ کٹوچ کا پنشن خوار ہو کر کانگڑے میں رہنا پڑا - اس کا بیٹا ارجن مشہور و معروف سنسار چند کا منظور نظر ہو گیا جس نے اسے اور اس کے بھائیوں بجوڑ سنگھ اور صورت سنگھ کو اراضیات عطا کیں ٭

دوسری پشت میں ارجن کے فرزند اکبر ایشری سنگھ اپنے باپ کی جاگیر کا وارث ہوا - اور اپنی بیٹی کی شادی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وزیر اعظم راجہ دھیان سنگھ سے کر کے خود گورنمنٹ لاہور کی حفاظت میں آگیا - اسی راجہ دھیان سنگھ کی وساطت سے ایشری سنگھ نے علاقہ نورپور میں جاگیر حاصل کی جسے اس وقت سکھوں نے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا تھا - اُدھر اس کے چچا کی اولاد کٹوچ راجگان سے وابستہ رہی جنہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے گھٹا کر معمولی جاگیرداروں کی حیثیت کو پہنچا دیا - بعد ازاں جب سرکار انگریزی نے کٹوچ راجگان کے سارے مقبوضات ان کے ۱۸۴۸ء کے مفسدہ میں شریک ہونے کے باعث ضبط کر لئے تو یہ (چچا کی اولاد) سب کچھ کھو بیٹھے ایشری سنگھ کی جاگیریں اس واسطے بچیں کہ یہ جاگیریں مختلف علاقوں میں تھیں اور ایشری سنگھ کٹوچ فرقے میں نہ تھا اور نہ مفسدہ سے اس کو کوئی واسطہ تھا ٭

ایشری سنگھ کے بعد اس کا بیٹا کشن سنگھ جانشین ہوا جسکے ۱۸۷۹ء میں لاولد فوت ہونے پر جاگیر حسب شرائط عطیہ ضبط ہو گئی لیکن خاندان کے پاس مراتب و اعلیٰ نسبی کا لحاظ کر کے موضع رے پرگنہ نورپور

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

سردار بہادر نہال سنگھ رئیس رے میجر جنرل امپیریل سروس ٹروپس جموں و کشمیر

Sardar Bahadur Nihal Singh of Re, Major General Imperial Service Troops of Jammu and Kashmir State.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA ·

CSL

میاں شنکر سنگھ رئیس رے جنرل افواج جموں و کشمیر

The late Mián Shankar Singh of Re. General State Army Jammu and Kashmir.

میاں رگھناتھ سنگھ رئیس رے

اندر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۴ء)
- ارجن سنگھ (وفات سنہ ۱۸۳۰ء)
  - ۱ ایشری سنگھ (وفات سنہ ۱۸۵۹ء)
    - کشن سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۹ء)
  - ۲ کیسری سنگھ (وفات سنہ ۱۸۷۶ء)
    - ۱ میاں شنکر سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۰ء)
      - ۱ میاں رگھناتھ سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۱ء)
        - ۱ ہوشیار سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۸ء)
        - ۲ بلونت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۱ء)
      - ۲ بکرام سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۴ء)
        - ۱ سروپ سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۱ء)
        - ۲ دیوی سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۸ء)
    - ۲ بشن سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۰ء)
      - ۱ پیار سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۴ء)
        - ۳ سوہن سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۵ء)
        - ۱ گیان سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۵ء)
        - ۲ لڑکا ابھی نام نہیں رکھا گیا (ولادت سنہ ۱۹۰۶ء)
      - ۲ ہیرا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۱ء)
        - دلیپ سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۳ء)
  - ۳ صاحب سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۳ء)
    - شیو سنگھ (وفات سنہ ۱۸۷۴ء)
      - سردار بہادر نہال سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۲ء)
        - ۱ رگھبیر سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۷۴ء)
          - ۱ بلدیو سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۷ء)
          - ۲ ہرنام سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۰ء)
        - ۲ گندھرپ سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۶ء)

میاں رگھناتھ سنگھ نورپور کے خاندان کی اُس شاخ کا بزرگ ہے جو ایک سو سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا اصلی خاندان سے علیحدہ ہوئی۔ اس کا بزرگ اندر سنگھ اپنے بھائی راجہ پرتھی سنگھ کا حریف سمجھا جاتا تھا کیونکہ اوّل تو اس بات میں شک تھا کہ ان دونوں میں بڑا کون ہے دوسرے اندر سنگھ نے کٹوچ راجہ کی بیٹی سے شادی کرلی تھی جس نے

اس کی تعلیم کا انتظام کردیا گیا اور اسی خاندان کا ایک کٹوچ راجپوت میاں ہیم چند نامی اس کا سرپرست مقرر کیا گیا۔ جائداد اب کورٹ آف وارڈز کے انتظام سے الگ ہوگئی ہے۔ اور میاں دیوی چند کو سنہ ۱۹۰۸ء میں ڈویژنل درباری بھی بنادیا گیا ہے ٭

ضبط نہ کرلی - بعد ازاں میاں مولک چند کے نام جو چھوٹی شاخ کا بزرگ تھا اس خاندان کی جاگیر میں سے ۲۰۰۰ روپے کی جاگیر بحال کر دی گئی اور یہی اب اس کے پوتے دیوی چند (موجودہ بزرگ خاندان) کے نام ہے - مولک چند کو راجگری کی جاگیر کے عوض تو دراصل مہال موری میں جاگیر دی گئی اور چنگڑ بھلیار کی جاگیر کے عوض ایک نقد عطیہ ملا - مگر موجودہ جاگیر پر اس کا اصلی قبضہ اسی وقت سے تھا جب سے یہ عطا کی گئی تھی - مولک چند ان چند کٹوچ رئیسوں میں سے تھا جنہوں نے اس مفسدہ میں جو پرمودھ چند نے برپا کیا تھا حصہ نہیں لیا - اس نے اس زمانہ میں انگریزوں کا ساتھ دیا جو واقعی آزمائش کا زمانہ تھا - کیونکہ مفسدہ پردازوں نے اس کا گھر بار لوٹ کر جلا دیا - اس کے عوض میں سرکار انگریزی نے اسے اسکی جاگیر کا قبضہ جو تعلقات چنگڑ بھلیار اور راجگری میں واقع تھی مستقل طور سے دیدیا - یہ جاگیر مولک چند اور اس کے نرینہ ورثاء کے لئے علی الدوام تھی ؛

۱۸۷۴ء میں مولک چند کی وفات پر جاگیر اسکے بیٹے مُروھج چند کے قبضے میں آئی جو راجپوت خانوادہ کا ایک عمدہ نمونہ تھا یہ ایک سیدھا سادہ اور خلوت پسند شخص تھا مگر پورا وفادار اور نمکحلال اور علاقے میں بڑا بارسوخ - وہ اپنی تھوڑی آمدنی پر سلیقہ سے گزارہ کرتا تھا اور جب ۱۸۸۳ء میں فوت ہوا تو اپنے جانشین کے لئے ایسی جائداد چھوڑی جو کسی قسم کے قرضہ سے زیر بار نہ تھی دیوی چند اس وقت صرف چھ سال کا تھا اس لئے ضروری خیال کیا گیا کہ اس کی جائداد کورٹ آف وارڈز کے انتظام میں رکھی جاوے -

میاں دیوی چند رئیس بیجاپور

زپت چند

پراگ چند

اگر چند
(وفات ۱۸۳۲ء)

نگاہی چند
(وفات ۱۸۶۶ء)

مولک چند
(وفات ۱۸۷۸ء)

مُردھج چند
(وفات ۱۸۸۸ء)

دیوی چند
(ولادت ۱۸۸۱ء)

میاں دیوی چند ڈویژنل درباری شاہی خاندان کٹوچ کی اُس شاخ کا بزرگ ہے جس کا مورث اوّل راجہ بھیم چند والیِ کانگڑہ کا ایک بھتیجا زپت چند تھا۔ اڑھائی سو سال ہوئے کہ راجہ بھیم چند نے زپت چند کو ۲۰۰۰۰ روپے کی ایک جاگیر دی جو اس کی وفات پر اس کے چار لڑکوں کے نام مساوی حصص میں جاری رہی۔ ان چاروں میں سے ایک کے لاولد فوت ہونے پر راجہ نے اس کا حصّہ لے لیا۔ مگر باقی تینوں کی اولاد ان کے حصّوں پر اُس وقت تک برابر قابض رہی جب تک مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کانگڑہ فتح کرکے ساری جاگیر

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

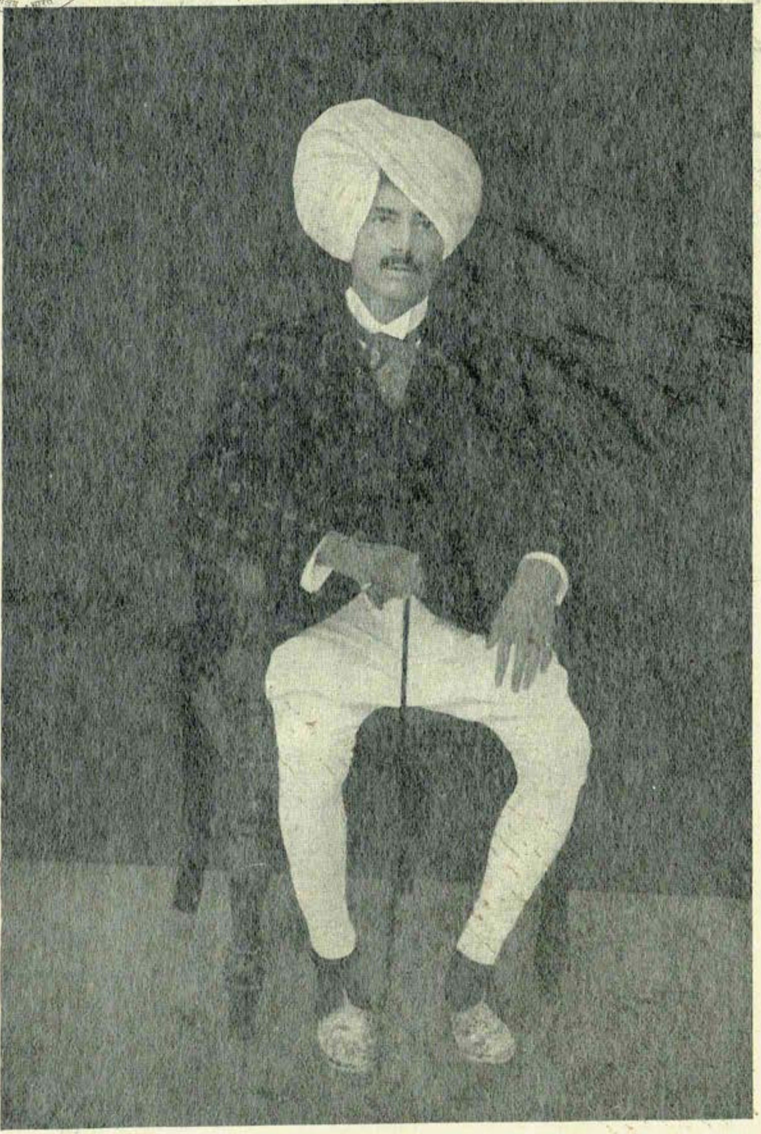

میاں دیوی چند رئیس بیجا پور

Mian Devi Chand of Bijapur